انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

فتنہ قادیانیت سے متعلق تیس سوالات کے جوابات

آئینہ قادیانیت

ترتیب

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان فون:514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم نبوت

سوال نمبر 1: ختم نبوت کا معنی اور مطلب اور اس کی اہمیت، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کے ساتھ اس منصب کی خصوصیات کو واضح طور پر بیان کریں؟

جواب: ختم نبوت کا معنی اور مطلب

اللہ رب العزت نے سلسلۂ نبوت کی ابتدأ سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخرالانبیأ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف:......قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ

ب:......رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ (دوسو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا، چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنی آخری کتاب ’’خاتم النبیین‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں: ’’واوّل اجماعے کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع بر قتل مسیلمہ کذاب بودہ کہ بسبب دعویٔ نبوت بود، شنائع دگروے صحابہؓ را بعد قتل وے معلوم شدہ، چنانکہ ابن خلدون آوردہ سپس اجماع بلافصل قرناً بعد قرنٍ بر کفر وارتداد و قتل مدعی نبوت ماندہ وہیچ تفصیلے از بحث نبوت تشریعیہ وغیر تشریعیہ نبودہ۔‘‘

ترجمہ: ’’اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا، جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے، اس کے بعد قرناً بعد قرنٍ مدعی نبوت کے کفر وارتداد اور قتل پر ہمیشہ اجماع بلافصل رہا ہے، اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی

کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی ۔'' (خاتم النبیین ص:٦٧، ترجمہ ص:١٩٧)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف ''مسک الختام فی ختم نبوۃ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے ۔''

(احتساب قادیانیت ج:٢،ص:١٠)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ٢٥٩ ہے ۔ (رحمۃ للعالمین ج:٢،ص:٢١٣ قاضی سلمان منصور پوریؒ) اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ اور تابعینؒ کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سے سات سو، قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے)۔ (ختم نبوت کامل ص٣٠٤ حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ و مرقاۃ المفاتیح ج٥ ص٢٤)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کرگئی ۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے ۔

انہی حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجیؓ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو: ''حبیب بن زید ...... الانصاری الخزرجی ...... هو الذی ارسله رسول الله صلی الله علیه وسلم الی مسیلمۃ الکذاب الحنفی صاحب الیمامه فکان مسیلمۃ اذا قال له اتشهد ان محمدا رسول الله قال نعم واذا قال اتشهد انی رسول الله قال انا اصم لا اسمع ففعل ذلک مرارا فقطعه مسیلمۃ عضوا عضوا فمات شهیدا.'' (اسد الغابه فی معرفة الصحابه ج:١، ص: ٤٢١ طبع بیروت)

ترجمہ: ''حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیبؓ بن زید کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو شہید کردیا گیا ۔''

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت واہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے، اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو: ''حضرت ابومسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمد یہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابومسلمؒ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابومسلم نے فرمایاہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرمادیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاءَ پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل آجائے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم روپوش ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابومسلمؒ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابومسلمؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابومسلم

خولانیؒ نے جواب دیا: ''جی ہاں!'' حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرطِ مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔'' (حلیۃ الاولیاَ ص ۱۲۹، ج ۲، تہذیب ج ۶ ص ۴۵۸، تاریخ ابن عساکر ص ۳۱۵، ج ۷، جہاں دیدہ ص ۲۹۳ وترجمان السنۃ ص ۳۴۱ ج ۴)

منصب ختم نبوت کا اعزاز

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق ''رب العالمین'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے ''رحمۃ للعالمین'' قرآن مجید کے لئے ''ذکر للعالمین'' اور بیت اللہ شریف کے لئے ''ھدی للعالمین'' فرمایا گیا ہے، اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی آفاقیت وعالمگیریت ثابت ہوتی ہے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ پہلے تمام انبیاَ علیہم السلام اپنے اپنے علاقہ مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ کی نبوت ورسالت کے لئے ایک اکائی (ون یونٹ) بنادیا۔ جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ''رب'' ہیں، اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''نبی'' ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز واختصاص ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے: ''ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون'' ترجمہ: ''میں تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین، مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کردیئے، چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت قرار پائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''انا آخر الانبیاَ وانتم آخر الامم۔''

(ابن ماجہ ص ۲۹۷)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''خصائص الکبریٰ'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ج:۲،ص:۱۹۳،۱۹۷،۲۸۴)

اسی طرح امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''وخاتم بودن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) از میان انبیاً از بعض خصائص وکمالات مخصوصہ کمال ذاتی خود است۔'' (خاتم النبیین فارسی ص۶۰) ترجمہ: ''اور انبیاً میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ذاتی کمال ہے۔'' (خاتم النبیین اردو ص:۱۸۷)

سوال نمبر 2: قال اللہ تعالیٰ: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین ''اس آیت کی توضیح وتشریح ایسے طور سے کریں کہ مسئلہ ختم نبوت نکھر کر سامنے آجائے اور اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے پانچ کتابوں کے نام تحریر کریں؟

جواب:

آیت خاتم النبیین کی تفسیر

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شئی علیما۔''

(سورۂ احزاب:۴۰)

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔''

شان نزول

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن رسومات میں مبتلا تھے، ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے، اس کو بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناطے اور حلت وحرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی: اختلاط نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بے ہودہ رسوم سے عالم کو پاک کردے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جڑ سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی۔

ایک طرف تو یہ اعلان فرمادیا: "**و ما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذلکم قولکم بافواھکم و اللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل ادعوھم لاباء ھم ھو اقسط عند اللہ۔** " (سورۂ احزاب:۴، ۵) ترجمہ: "اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے، یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔"

اصل مدعا تو یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ تبنی یعنی لے پالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہوگیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔ نزول وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو (جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے) آزاد فرما کر تبنی (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو "زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو "زید بن حارثہؓ" کہنا شروع کیا۔ صحابہ کرامؓ اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے تھے، لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزہ و اقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے، جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ان سے کردیا۔ تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا: "**فلما قضیٰ زید منھا وطراً زوجنکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاء ھم** ......" (احزاب:۳۷) ترجمہ: "پس جبکہ زیدؓ زینبؓ سے طلاق دے کر فارغ ہوگئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا، تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی

بیبیوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔'' ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا' ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفارعرب میں شور مچا کہ لو، اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی، یعنی:

''ما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین .'' (سورۂ احزاب:۴۰)

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔''

اس آیت میں یہ بتلادیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زیدؓ کے نسبی باپ بھی نہ ہوئے۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی سابقہ بی بی سے نکاح کرلینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کے باپ نہیں، لیکن خداوند عالم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیدؓ کے باپ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کرلیا کس قدر ظلم اور کجروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی آیت میں ''رجالکم'' کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا جواب دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین .'' (لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر)

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے قرآن مجید کی رو سے اس کا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''ختم'' کے مادہ کا قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے:

۱:...... ''ختم اللہ علی قلوبھم'' (سورۂ بقرہ:۷) (مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر)

۲:...... ''ختم علی قلوبکم '' (سورۂ انعام:۴۶) (مہر کردی تمہارے دلوں پر)

۳:...... ”ختم علی سمعه و قلبه “(سورۂ جاثیہ:۲۳) (مہر کردی ان کے کان پر اور دل پر)

۴:...... ”الیوم نختم علی افواھھم“ (سورۂ یٰسین:۶۵) (آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر)

۵:...... ”فان یشاء الله یختم علی قلبک“(سورۂ شوریٰ:۲۴) (سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر)

۶:...... ”رحیق مختوم “(سورۂ مطففین:۲۵) (مہر لگی ہوئی خالص شراب)

۷:...... ”ختامه مسک“ (سورۂ مطففین:۲۶) (جس کی مہر جمتی ہے مشک پر)

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں ”ختم“ کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے۔ ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا، اس کی ایسی بندش کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے، اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جا سکے، وہاں پر ”ختم“ کا لفظ استعمال ہوا ہے، مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کردی، کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: ”ختم الله علی قلوبھم “ اب زیر بحث آیت خاتم النبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاءؑ علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسے طور پر بندش کردی، بند کردیا، مہر لگادی کہ اب کسی نبی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ فھو المقصود۔ لیکن قادیانی اس ترجمہ کو نہیں مانتے۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر

”عن ثوبان رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی. “ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“

(ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ کتاب الفتن واللفظ لہ، ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

اس حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ”خاتم النبیین“ کی تفسیر ”لا نبی بعدی“ کے ساتھ خود فرمادی ہے۔ اسی لئے حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت چند احادیث نقل کرنے کے بعد آٹھ سطر پر مشتمل ایک نہایت

ایمان افروز ارشاد فرماتے ہیں۔ چند جملے آپ بھی پڑھ لیجئے: ''و قد اخبر الله تبارک و تعالیٰ فی کتابه و رسوله صلی الله علیه وسلم فی السنة المتواترة عنه انه لا نبی بعده' لیعلموا ان کل من ادعیٰ هذا المقام بعده فهو کذاب افاک دجال ضال مضل' و لو نحرق و شعبذ و الی بانواع السحر و الطلاسم۔'' (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۳ ص ۴۹۴) ترجمہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تا کہ لوگوں کو معلوم رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس نے بھی اس مقام (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا وہ بہت جھوٹا' بہت بڑا افترا پرداز' بڑا ہی مکار اور فریبی' خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا' اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبدہ بازی دکھائے اور مختلف قسم کے جادو اور طلسماتی کرشموں کا مظاہرہ کرے۔''

خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے

حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کا مسئلہ ختم نبوت سے متعلق کیا مؤقف تھا۔ خاتم النبیین کا ان کا نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ''کتاب ختم نبوت کامل'' کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو تابعین کرامؒ کی آراٗ مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابوجعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؒ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

''عن قتادة ولکن رسول الله وخاتم النبیین ای آخرهم. '' (ابن جریر ص ۱۶ ج ۲۲) ترجمہ: ''حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا، اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔'' حضرت قتادہؒ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر دُرّ منثور میں عبدالرزاق اور عبدابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (دُرّ منثور ص ۲۰۴ ج ۵)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریعی غیر تشریعی اور بروزی وظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراٗت ہی آیت مذکور میں: ''ولکن نبینا خاتم النبیین'' ہے۔ جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے، اور سیوطیؒ نے درمنثور میں بحوالہ عبدابن حمید حضرت حسنؒ سے نقل کیا ہے: ''عن الحسن فی قوله و خاتم النبیین قال ختم الله

النبيين بمحمد صلی الله عليه وسلم و كان آخر من بعث‘ (درّ منثور ص۲۰۴ ج ۵) ترجمہ: ”حضرت حسنؒ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالٰی نے تمام انبیاءً کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔“

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟

خاتم النبیین اور اصحاب لغت

خاتم النبیین ”ت“ کی زبر یا زیر سے ہو قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہؓ وتابعینؒ کی تفاسیر اور ائمہ سلفؒ کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتی ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہو سکتے ہیں، آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے، اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے اور بہ لحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغتاً یہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاءً علیہم السلام کے آخر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ تفسیر ”روح المعانی“ میں تصریح موجود ہے:

”و الخاتم اسم آلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذی ختم النبيون به و مآله آخر النبيين۔“ (روح المعانی ص۳۲ ج ۲۲) ترجمہ: ”اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے: ”وہ شخص جس پر انبیاءً ختم کئے گئے“ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے۔“

اور علامہ احمد معروف بہ ملا جیون صاحبؒ نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ”و المآل علىٰ كل توجيه هو المعنى الآخر و لذلك فسر صاحب المدارك قرأة عاصم بالآخر و صاحب البيضاوی كل القرأتين بالآخر۔ “ترجمہ: ”اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح وبالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔“

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہو گئی کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں، اور ان دونوں کا خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے یعنی آخر النبیین اور اسی بنا پر بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کے ترجمہ میں کوئی

فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں صورتوں میں آخرالنبیین تفسیر کی ہے۔خداوند عالم ائمہ لغت کوجزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا، بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس سے اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلادیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغتاً محتمل ہیں، اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاءً کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔خدائے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں، اور کہاں کہاں اور کس کس صورت میں موجود ہیں۔ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے، بلکہ صرف ان چند کتابوں سے جو عرب وعجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

(۱) مفردات القرآن: یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں: **"وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ......"** (مفردات راغب ص:۱۴۲)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کو ختم کر دیا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر نبوت کو تمام فرمادیا۔''

(۲) المحکم لابن السیدہ: لغت عرب کی وہ معتمد علیہ کتاب ہے، جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔اس میں لکھا ہے:

''**وخاتم کل شئی وخاتمتہ عاقبتہ وآخرہ از لسان العرب.**'' ترجمہ: ''اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔''

(۳) لسان العرب: لغت کی مقبول کتاب ہے۔عرب وعجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے: ''**خاتمھم و خاتمھم: آخرھم عن اللحیانی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیأ علیہ و علیھم الصلوٰۃ و السلام.**'' (لسان العرب ص۲۵ ج ۴ طبع بیروت) ترجمہ: ''خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں

اورانہی معانی پرلحیانی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءَ (یعنی آخرالانبیاءَ) ہیں۔"

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاءَ کے معنی آخر النبیین اور آخرالانبیاءَ ہوں گے۔لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد (دال) ہوتا ہے کہ اگر چہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں، لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف سے اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم تنہاذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش کرنے) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت "نبیین" کی طرف ہے۔اس لئے اس کے معنی آخرالنبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔وھو ہذا:

(۴) تاج العروس: شرح قاموس للعلامۃ الزبیدی میں لحیانی سے نقل کیا ہے:

"ومن اسمائه عليه السلام الخاتم والخاتم وهو الذى ختم النبوة بمجيئه" ترجمہ:"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءَ مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کردیا۔"

(۵) قاموس:"والخاتم آخر القوم كالخاتم ومنه قوله تعالىٰ وخاتم النبيين اى آخرهم۔" ترجمہ:"اور خاتم بالکسر اور بالفتح، قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخرالنبیین۔"

اس میں بھی لفظ "قوم" بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کردیا ہے۔

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت بطور "مشتے نمونہ از خروارے" پیش کئے گئے ہیں۔جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہوگیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب، آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔ **خلاصہ**: اس

آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتم النبیین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، قرآن وسنت، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ کی تفسیرات کی رو سے اس کا معنی آخری نبی کا ہے، اور اصحاب لغت کی تصنیفات نے ثابت کر دیا ہے کہ خاتم کا لفظ جب جمع کی طرف مضاف ہے تو اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے، وہاں بھی اس کے معنی آخری کے ہی ہیں، ملاحظہ فرمائیے: ''میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵)

ختم نبوت کے موضوع پر کتابوں کے نام

اس مقدس موضوع پر اکابرین امت نے بیسیوں کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے دس کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱:...... ''ختم نبوت کامل'' (مؤلفہ: مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

۲:...... ''مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم مشمولہ احتساب قادیانیت جلد دوم (مؤلفہ: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۳:...... ''عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم نبوۃ'' (مؤلفہ: علامہ خالد محمود)

۴:...... ''ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں'' (مؤلفہ: مولانا سرفراز خان صفدر)

۵:...... ''فلسفہ ختم نبوت'' (مؤلفہ: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)

۶:...... ''مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں'' (مؤلفہ: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی)

۷:...... ''ختم نبوت'' (مؤلفہ: پروفیسر یوسف سلیم چشتی)

۸:...... ''خاتم النبیین'' (مؤلفہ: مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

۹:...... ''عالمگیر نبوت'' (مؤلفہ: مولانا شمس الحق افغانی)

۱۰:...... ''عقیدۂ ختم نبوت'' (مؤلفہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

سوال نمبر 3: مسئلہ ختم نبوت جن آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے، ان میں سے تین تین آیات مبارکہ اور احادیث نقل کر کے ان کی تشریح قلم بند کریں؟

جواب:

ختم نبوت سے متعلق آیات

سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ آیت خاتم النبیین کی تشریح وتوضیح پہلے گزر چکی ہے اب دوسری آیات ملاحظہ ہوں:

۱:...... ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔'' (توبہ:۳۳ صف:۹) ترجمہ: 'اور وہ ذات وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ تمام ادیان پر بلند اور غالب کرے۔''

نوٹ: ...... غلبہ اور بلند کرنے کی یہ صورت ہے کہ حضور ہی کی نبوت اور وحی پر مستقل طور پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کو فرض کیا ہے اور تمام انبیاؑ علیہم السلام کی نبوتوں اور وحیوں پر ایمان لانے کو اس کے تابع کر دیا ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب انبیاؑ کرامؑ سے آخر ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا سب نبیوں پر ایمان لانے کو مشتمل ہو۔ بالفرض اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی باعتبار نبوت مبعوث ہو تو اس کی نبوت پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا فرض ہوگا جو دین کا اعلیٰ رکن ہوگا تو اس صورت میں تمام ادیان پر غلبہ مقصود نہیں ہو سکتا، بلکہ حضور علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لانا مغلوب ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی وحی پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اگر اس نبی اور اس کی وحی پر ایمان نہ لایا تو نجات نہ ہوگی کافروں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ صاحب الزمان رسول یہی ہوگا، حضور علیہ السلام صاحب الزماں رسول نہ رہیں گے۔ (معاذ اللہ)

۲:...... ''و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ۔'' (آل عمران:۸۱) ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور نبوت دوں، پھر تمہارے پاس ایک ''وہ رسول'' آجائے جو تمہاری کتابوں اور وحیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا (یعنی اگر تم اس کا زمانہ پاؤ) تو تم سب ضرور ضرور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور ان کی مدد فرض سمجھنا''

اس سے بکمال وضاحت ظاہر ہے کہ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم مصدق کی بعثت سب نبیوں کے آخر میں ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس آیت کریمہ میں دو لفظ غور طلب ہیں' ایک تو ''میثاق النبیین'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عہد تمام دیگر انبیاؑ علیہم السلام سے لیا گیا تھا' دوسرا ''ثم جاءکم''۔ لفظ ''ثم'' تراخی کے لئے آتا ہے یعنی اس کے بعد جو بات مذکور ہے وہ بعد میں ہوگی اور درمیان میں زمانی فاصلہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب سے آخر میں اور کچھ عرصہ کے وقفہ سے ہوگی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی آمد سے پہلے کا زمانہ زمانۂ فترت کہلاتا ہے:

" قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ۔" (مائدہ:۱۹)

۳:......"و ما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً ۔" (سبا:۲۸)

ترجمہ:"ہم نے تم کو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔"

۴:...... "قل یاٰیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۔" (سورۂ اعراف:۱۵۸)

ترجمہ:"فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

نوٹ: یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر استثنا تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"انا رسول من ادرکت حیا و من یولد بعدی ۔"

ترجمہ:"میں اس کے لئے بھی اللہ کا رسول ہوں جس کو اس کی زندگی میں پالوں اور اس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔"

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۴ حدیث ۳۱۸۸۵، خصائص کبریٰ ص ۸۸ ج ۲)

پس ان آیتوں سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی صاحب الزماں رسول ہیں۔ بالفرض اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور علیہ السلام کافۃ الناس کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب الزماں رسول نہیں ہو سکتے بلکہ براہ راست مستقل طور پر اسی نبی پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا اور اس کو اپنی طرف اللہ کا بھیجا ہوا اعتقاد کرنا فرض ہو گا، ورنہ نجات ممکن نہیں اور حضور علیہ السلام کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا اس کے ضمن میں داخل ہو گا۔ (معاذ اللہ)

۵:......"و ما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۔" (سورۂ انبیاً:۱۰۷)

ترجمہ:"میں نے تم کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

نوٹ: یعنی حضور علیہ السلام پر ایمان لانا تمام جہان والوں کو نجات کے لئے کافی ہے۔ پس اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان فرض ہو گا، اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل رکھتے ہوئے بھی اس کی نبوت اور اس کی وحی پر ایمان نہ لاوے تو نجات نہ ہو گی اور

یہ رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقلاً ایمان لانا کافی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الزمان رسول نہیں رہے؟ (معاذ اللہ)

٦:...... ''**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔**''

(سورہ مائدہ:٣)

ترجمہ: ''آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا' اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا' اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔''

نوٹ: یوں تو ہر نبی اپنے اپنے زمانہ کے مطابق دینی احکام لاتے رہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل زمانہ کے حالات اور تقاضے تغیر پذیر تھے' اس لئے تمام نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے اختتام سے دین پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا تمام نبیوں کی نبوتوں اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے پر مشتمل ہے، اسی لئے اس کے بعد ''**و اتممت علیکم نعمتی**'' فرمایا، **علیکم** یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کر دیا، لہٰذا دین کے اکمال اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ سلسلۂ وحی جاری رہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین: ''قرآن کی یہ آیت اگر ہم پر نازل ہوتی ہم اس دن کو عید مناتے'' (رواہ البخاری)، اور حضور علیہ السلام اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن زندہ رہے (معارف ص ۴۱ ج ٣)' اور اس کے نزول کے بعد کوئی حکم حلال و حرام نازل نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کامل و مکمل، آخری کتاب ہے۔

٧: ''**یاایھا الذین آمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ و الکتاب الذی نزل علی رسولہ و الکتاب الذی انزل من قبل۔**'' (النسآ:١٣٦) ترجمہ: ''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کتاب پر جس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئیں۔''

نوٹ: یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کر رہی ہے کہ ہم کو صرف حضور علیہ السلام کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاؑ اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد کوئی

بعہدۂ نبوت مشرف کیا جاتا تو ضرور تھا کہ قرآن کریم اس کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا، معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

۸:...... "و الذین یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون. اولئک علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون." (سورۂ بقرہ:۴،۵) ترجمہ: "جو ایمان لاتے ہیں، اس وحی پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل کی گئی اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ خدا کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

۹:...... "لکن الراسخون فی العلم منھم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔"

(سورۂ نساء:۱۶۲)

ترجمہ: "لیکن ان میں سے راسخ فی العلم اور ایمان لانے والے لوگ ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی۔"

نوٹ: یہ دونوں آیتیں ختم نبوت پر صاف طور سے اعلان کر رہی ہیں بلکہ قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ اس قسم کی آیتیں ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبیوں کی نبوت اور ان کی وحی پر ایمان رکھنے کے لئے حکم فرمایا گیا لیکن بعد کے نبیوں کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ ان دو آیتوں میں صرف حضور علیہ السلام کی وحی اور حضور علیہ السلام سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی وحی پر ایمان لانے کو کافی اور مدار نجات فرمایا گیا ہے۔

۱۰:...... "انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون." (سورۂ حجر:۹) ترجمہ: "تحقیق ہم نے قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔"

نوٹ: خداوند عالم نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہم خود قرآن کریم کی حفاظت فرمائیں گے یعنی محرفین کی تحریف سے اس کو بچائے رکھیں گے قیامت تک کوئی شخص اس میں ایک حرف اور ایک نقطہ کی بھی کمی زیادتی نہیں کر سکتا، اور نیز اس کے احکام کو بھی قائم اور برقرار رکھیں گے اس کے بعد کوئی شریعت نہیں جو اس کو منسوخ کر دے، غرض قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔

تــنبيــه: یہ آیتیں بطور اختصار کے ختم نبوت کے ثبوت اور تائید میں پیش کردی گئیں ورنہ قرآن کریم میں سو سے زیادہ آیتیں ختم نبوت پر واضح طور پر دلالت کرنے والی موجود ہیں۔

(مزید تفصیل کیلئے دیکھئے "ختم نبوت کامل" از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ)

ختم نبوت سے متعلق احادیث مبارکہ

نــوٹ: یہاں پر ہم اتنا عرض کردیں کہ آئندہ صفحات میں ہم زیادہ تر احادیث کے الفاظ نقل کرنے پر اکتفا کریں گے۔ شارحین حدیث کے تشریحی اقوال نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے تاکہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے۔

حدیث ۱: "عن ابی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال مثلی و مثل الأنبياء من قبلی كمثل رجل بنی بنيانا فأحسنه و أجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة و أنا خاتم النبيين."

(صحیح بخاری کتاب المناقب ص ۵۰۱ ج ۱، صحیح مسلم ص ۲۴۸ ج ۲ واللفظ لہ) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاءؑ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگادی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

حدیث ۲: "عن أبی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب و أحلت لیٰ الغنائم و جعلت لی الارض طهورا و مسجداً و أرسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبيون." (صحیح مسلم ص ۱۹۹ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۲) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاءؑ کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔"

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے آخر میں ہے:

”وکان النبی یبعث الی قومہ خاصة و بعثت الی الناس عامة.“ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

ترجمہ: ”پہلے انبیاءؑ کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔“

حدیث ۳: ”عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلیؓ انت منی بمنزلة هرون من موسی الا انه لا نبی بعدی.“ (بخاری ص۶۳۳ ج۲)

”و فی روایة المسلم أنه لا نبوة بعدی .“ (صحیح مسلم ص۲۷۸ ج۲)

ترجمہ: ”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ”میرے بعد نبوت نہیں۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی تصنیف ”ازالۃ الخفاء“ میں ”مآثر علیؓ“ کے تحت لکھتے ہیں: ”فمن المتواتر : أنت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔“ (ازالۃ الخفاء مترجم ص۴۴۴ ج۴) ترجمہ: ”متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی۔“

حدیث ٤: ”عن ابی هریرةؓ یحدث عن النبی صلی الله علیه وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔“

(صحیح بخاری ص۴۹۱ ج۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم ص۱۲۶ ج۲، مسند احمد ص۲۹۷ ج۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاءؑ کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔“ بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاءؑ آتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیاءؑ کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث ۵: ”عن ثوبان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه سیکون فی أمتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“ (ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ کتاب الفتن واللفظ لہ، ترمذی ص ۴۵ ج ۲) ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں تیں جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔“

حدیث ۶: ”عن أنس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی۔“ (ترمذی ص ۵۱ ج ۲ ابواب الرؤیا، مسند احمد ص ۲۶۷ ج ۳) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“

حدیث ۷: ”عن ابی هریرة رضی الله عنه أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول نحن الآخرون السابقون یوم القیامة بید أنهم أوتوا الکتاب من قبلنا۔“

(صحیح بخاری ص ۱۲۰ ج ۱ واللفظ لہ، صحیح مسلم ص ۲۸۲ ج ۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔“

حدیث ۸: ”عن عقبة بن عامرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطابؓ۔“ (ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲ ابواب المناقب) ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔“

حدیث ۹: ”عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول أن لی أسماء، أنا محمد، و أنا أحمد، و أنا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر، و أنا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی، و أنا العاقب، و العاقب الذی لیس بعده نبی۔“ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۱۵) ترجمہ: ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ

میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسمائے گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اول "الحاشر"، حافظ ابن حجرؒ "فتح الباری" میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اشارة الی انه لیس بعده نبی ولا شریعة ...... فلما کان لا أمة بعد امته لأنه لا نبی بعده، نسب الحشر الیه، لأنه یقع عقبه۔" (فتح الباری ص۴۰۶ ج۶) ترجمہ: "یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں ...... سو چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا گیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔" دوسرا اسم گرامی: "العاقب" جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ: "الذی لیس بعده نبی" (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں)

حدیث ۱۰: متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "بعثت أنا والساعة کھاتین" (مسلم ص۴۰۶ ج۲) (مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے)

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی "تذکرہ" میں لکھتے ہیں: "وأما قوله بعثت أنا والساعة کھاتین فمعناه أنا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر، وانما تلینی القیامة کما تلی السبابة الوسطی ولیس بینھما اصبع أخری ...... ولیس بینی وبین القیامة نبی." (التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة ص۷۱۱)

ترجمہ: "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اور کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے، جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی

انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں ...... اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔"

علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں: "التشبیه فی المقارنة بینهما، أی لیس بینهما اصبع اخری کما أنه لا نبی بینه صلی الله علیه وسلم وبین الساعة۔" (حاشیہ علامہ سندھیؒ بر نسائی ص۲۲۴ ج۱) ترجمہ: "تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے)، یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔"

ختم نبوت پر اجماعِ امت

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں: "ان الأمة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ و من قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبی بعده أبدا ...... و أنه لیس فیه تأویل و لا تخصیص فمنكر هذا لا یكون الا منكر الاجماع." (الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۲۳)

ترجمہ: "بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر اجماع کا منکر ہوگا۔"

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: "و دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم كفر بالاجماع." (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

علامہ ابن نجیم مصریؒ جن کو ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے، فرماتے ہیں: "اذا لم یعرف ان محمداً صلی الله علیه وسلم اخر الانبیأ فلیس بمسلم لانه من الضروریات." (الاشباہ والنظائر مطبوعہ کراچی ج۲ ص۹۱)

ختم نبوت پر تواتر

حافظ ابن کثیرؒ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں: "وبذلک وردت الأحادیث المتواترة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی الله عنهم." (تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۳ ج ۳) ترجمہ: "اور ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔"

اورعلامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں زیرآیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

''و کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب و صدعت بہ السنة و أجمعت علیہ الأمة فیکفر مدعی خلافہ و یقتل ان اصر۔'' (روح المعانی ص۳۹ ج ۲۲) ترجمہ: ''اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پرقرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کوواشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جوشخص اس کے خلاف کا مدعی ہواس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کوقتل کیا جائے گا۔''

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے اور ہردور میں امت کا اس پر اجماع واتفاق چلاآیا ہے۔

سوال نمبر 4: مرزائی ختم نبوت کے معنی میں کیا تحریف کرتے ہیں؟ قادیانی مؤقف مختصرمگر جامع طور پرتحریر فرمائیں، ساتھ ہی اس کا مختصراور جامع جواب بھی دیں۔

جواب: **خاتم النبیین اور قادیانی جماعت**

قرآن وسنت صحابہ کرامؓ اوراصحاب لغت کی طرف سےلفظ خاتم النبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے مؤقف کودیکھئے۔ان کا کہنا یہ ہے کہ: ''خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر'' یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے،اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت ملے گی، جوشخص رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پرمہر لگادیں گے،تو وہ نبی بن جائے گا(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ وص ۲۸ 'خزائن ص ۱۰۰و۳۰ ج ۲۲)۔ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ مؤقف سراسرغلط، فاسد، باطل، بے دینی، تحریف دجل وافتراٗ ، کذب وجعل سازی پرمبنی ہے۔حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس موقعہ پرکیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

''اگراوران کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اورقواعدعربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ :''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے انبیاؑ بنتے ہیں''۔لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کردیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلادیں، اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اورابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلاسکیں گے۔خودمرزا قادیانی نے جو (برکات

الدعاص ۱۴، ۱۵ اروحانی خزائن ص ۱۷، ۱۸ ج ۶) میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا قول اصحاب کرامؓ سے رکھا ہے۔ اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں تو خدارا خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلادو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے انبیاءَ بنتے ہیں، اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابیؓ، کسی تابعیؒ کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے کہ:

چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعویٰ میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلادے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے انبیاءَ بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کرسکیں گے: ''ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا''، بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے صاف صاف آثار، سلف صالحینؒ اور ائمہ تفسیرؒ کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت ''خاتم النبیین'' کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔'' (ختم نبوت کامل)

قادیانی ترجمہ کے وجوہِ ابطال

۱:...... اول اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخرالقوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۶۱۴ روحانی خزائن ص ۴۳۱ ج ۳ پر خاتم النبیین کا معنی: "اور ختم کرنے والا نبیوں کا" کیا ہے۔

۳:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ خاتم کو جمع کی طرف کئی جگہ مضاف کیا ہے، یہاں صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب ص ۱۵۷، روحانی خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵ پر اپنے متعلق تحریر کیا ہے:

"میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔"

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری "ولد" تھا۔ مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، کسی قسم کا کوئی پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، مستقل، غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں اب مرزا قادیانی مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا قادیانی کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

۴:...... پھر قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا، خود مرزا نے لکھا ہے:

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاً اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا، اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی، اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت (نام نہاد) ہے۔ نبوت نہیں، اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا، تو گویا حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبی'' ہوئے خاتم النبیین نہ ہوئے۔ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہوگیا۔''

(ضمیمہ نمبر ا حقیقۃ النبوۃ ص ۲٦۸)

۵: ...... خاتم النبیین کا معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوئے، اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشأ کے صاف خلاف ہے۔

٦: ...... مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تو نبی بن گئے۔ (یہ ہے خاتم النبیین کا قادیانی معنی) یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ: ''واما بنعمة ربک فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ٦۷ روحانی خزائن ص ۷۰ ج ۲۲)

لیجئے! خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر، وہ لگے گی اتباع کرنے سے، وہ صرف مرزا پر لگی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبی ہوئے، اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

سوال نمبر 5: ظلی بروزی نبی کی من گھڑت قادیانی اصطلاحات پر جامع نوٹ تحریر کرتے ہوئے اس کا مسکت جواب تحریر کریں؟

جواب:

ظلی اور بروزی

ظل، سایہ کو کہتے ہیں، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی شیطان کی تصویر (ظل) تھا۔ بروز، کا معنیٰ ہے کہ کسی شخصیت کی جگہ کوئی اور ظاہر ہو جائے جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے شیطان کی شکل اختیار کر لی، اس کی جگہ ظاہر ہوگیا۔ حلول، کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی روح دوسرے میں داخل ہوگئی، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی میں شیطان کی روح سرایت (حلول) کر گئی۔ تناسخ، کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک شخص مر جائے اور اس کی شخصیت دوسرے جنم میں دوسرے شخص کی ہو بہو شکل اختیار کر جائے، جیسے کوئی

کہے کہ مرزا قادیانی اس زمانہ میں شیطانِ مجسم تھا۔

قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ظلّی نبی تھا، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوگیا، اس اعتبار سے اس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مرزا قادیانی کا وجود ہے، جیسا کہ اس نے لکھا ہے: ''صار وجودی وجودہ۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷ خزائن ص ۲۵۸ ج ۱۶)

''یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا، تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلعم (مرزا) کو اتارا۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

مرزا کے محمد رسول اللہ (معاذ اللہ) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبار دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے، یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مع اپنے تمام کمالاتِ نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''......اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔''　(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن ص ۲۷۰ ج ۱۶)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی موعود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔''

(تحفہ گولڑویہ ۱۶۳ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۴۹ ج ۱۷)

قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لئے ظلّی اور بروزی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، ان الفاظ کی آڑ میں بھی وہ دراصل رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: ''خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے، اور وہ خاتم الانبیاءً ہے اور سب سے بڑھ کر ہے،

اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی...... جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے، بلکہ ایک ہی ہو اگر چہ بظاہر دو نظر آتے ہیں، صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔"

(کشتی نوح ص ۱۵ اخزائن ص ۱٦ ج ۱۹)

قارئین محترم! مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے، اس کا کہنا کہ میں ظلّی بروزی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ کیا معنی؟ کہ جب آئینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل دیکھنا چاہو تو وہ غلام احمد ہے۔ دونوں ایک ہیں، قطع نظر اس خبث و بدطینتی کے مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی و بروزی کہہ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں، وہ اصولی طور پر غلط ہے، اس لئے کہ:

۱:...... "نقطۂ محمدیہ...... ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے، اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم اور اکمل طور پر اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) میں انعکاس پذیر ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ ص ۲۷۱،۲۷۲ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۲۴ ج ۲)

۲:...... "حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔"

(ایام الصلح ص ۳۹ روحانی خزائن ص ۲٦۵ ج ۱۴)

۳:...... "خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۵۷ روحانی خزائن ص ۳۵۳ ج ٦)

اگر اب کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ وہ کہہ دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خلفاً نبی اور رسول ہیں۔ نعوذ باللہ۔ مثلاً بقول مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ عیہ وسلم ظلی خدا ہو کر صحیح اور حقیقی اور سچے اور واقعی خدا بن جائیں گے؟ یا محمود قادیانی کے باپ مرزا قادیانی کے اقرار سے خلفاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہوتے ہیں اور صحابہ کرامؓ میں بھی حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں، تو کیا خلفاً اور حضرت عمرؓ بھی ظلی نبی ہو کر واقعی اور سچے اور صحیح اور حقیقی نبی قرار پائیں گے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو مرزا قادیانی بزعم خود اگر ظلّی نبی (خاکم بدہن) ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ سچا اور حقیقی اور واقعی اور صحیح نبی نہیں ہوگا، بلکہ محض نقلی نبی ہی ہوگا۔

۴:...... حدیث شریف میں ہے: "السلطان (المسلم) ظل اللہ فی الارض" کیا سلطان (بادشاہ) خدا بن جاتا ہے یا

اس کا وجود خدا کا وجود بن جاتا ہے؟ غرض ظلی و بروزی خالص قادیانی ڈھکوسلہ ہے۔

سوال نمبر 6: وحی الہام اور کشف کا شرعی معنی اور حیثیت واضح کرتے ہوئے بتائیں کہ قادیانی ان اصطلاحات میں کیا تحریفات کرتے ہیں اور اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:

وحی

اصطلاحِ شریعت میں وحی اس کلامِ الٰہی کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے بذریعہ فرشتہ نبی کو بھیجا ہو، اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں جو انبیاءً علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر بذریعہ القاً فی القلب ہو تو اس کو وحی الہام کہتے ہیں (فرشتہ کا واسطہ ہونا ضروری نہیں ہے) جو اولیاءً پر ہوتی ہے اور اگر بذریعہ خواب ہو تو اصطلاح شریعت میں اس کو رویائے صالحہ کہتے ہیں، جو عام مؤمنین اور صالحین کو ہوتا ہے کشف اور الہام اور رویائے صالحہ پر لغتاً وحی کا اطلاق ہوسکتا ہے' قرآن مجید میں آیا ہے: ''و اوحینا الی ام موسیٰ'' مگر عرف شرع میں جب لفظ وحی کا بولا جاتا ہے تو اس سے وحی نبوت ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ ایسا ہے کہ جیسے قرآن کریم میں باعتبار لغت کے شیطانی وسوسوں پر بھی وحی کا اطلاق آیا ہے:

"کما قال تعالیٰ وان الشیٰطین لیوحون الی اولیائھم۔" (انعام: ۱۲۱)

" وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔" (انعام: ۱۱۲)

لیکن عرف میں شیطانی وسوسوں پر وحی کا اطلاق نہیں ہوتا۔

الھام

کسی خیر اور اچھی بات کا بلا نظر و فکر اور بلا کسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القاً ہونے کا نام الہام ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ ادراک حسی ہے اور جو علم بغیر حس اور عقل، من جانب اللہ بلا کسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ الہام ہے۔ الہام محض موہبت ربانی ہے اور فراست ایمانی، جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے وہ من وجہ کسب ہے اور من وجہ وہب ہیں۔ کشف اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے الہام سے عام لیکن کشف کا زیادہ تعلق امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔

کشف

عالم غیب کی کسی چیز سے پردہ اٹھا کر دکھلا دینے کا نام کشف ہے، کشف سے پہلے جو چیز مستور تھی، اب وہ مکشوف یعنی ظاہر اور آشکارا ہوگئی۔ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کشاف اصطلاحات الفنون ص ۱۲۵۴ پر لکھتے ہیں: ''الکشف عند اہل السلوک ہوا المکاشفہ ومکاشفہ رفع حجاب را گویند کہ میاں روحانی جسمانی است کہ ادراک آن بحواس ظاہری نتواں کرد الخ۔'' اس کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی صفائی اور نورانیت پر موقوف ہے، جس قدر قلب صاف اور منور ہوگا اسی قدر حجابات مرتفع ہوں گے، جاننا چاہئے کہ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی نورانیت پر موقوف تو ہے مگر لازم نہیں۔''

وحی اور الہام میں فرق

وحی نبوت قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاٴ ہوتی ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے اور الہام ظنی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاٴ نہیں ہوتا، اولیاٴ معصوم نہیں، اسی وجہ سے اولیاٴ کا الہام دوسروں پر حجت نہیں اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے، حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ نیز علم احکام شرعیہ بذریعہ وحی انبیاٴ کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر انبیاٴ پر جو الہام ہوتا ہے سو وہ از قسم بشارت یا از قسم تفہیم ہوتا ہے احکام پر مشتمل نہیں ہوتا جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو جو وحی الہام ہوئی وہ از قسم بشارت تھی نہ کہ از قسم احکام، اور بعض مرتبہ وحی الہام کسی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لئے ہوتی ہے، جو نسبت رویائے صالحہ کو الہام سے ہے وہی نسبت الہام کو وحی نبوت سے ہے، یعنی جس طرح رویائے صالحہ الہام سے درجہ میں کمتر ہے، اسی طرح الہام درجہ میں وحی نبوت سے فروتر ہے اور جس طرح رویائے صالحہ میں ایک درجہ کا ابہام اور اخفاٴ ہوتا ہے اور الہام اس سے زیادہ واضح ہوتا ہے، اسی طرح الہام بھی باعتبار وحی کے خفی اور مبہم ہوتا ہے اور وحی صاف اور واضح ہوتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ''الاعلام بمعنی الکشف والوحی والالہام'' مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم از حضرت کاندھلویؒ۔

انقطاعِ وحی نبوت

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا، اس سلسلے میں اکابرین امت کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱:...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا:

"اليوم فقدنا الوحی و من عندالله عز و جل الکلام، رواه ابواسمٰعیل الهروی فی دلائل التوحید."
ترجمہ:"آج ہمارے پاس وحی نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فرمان ہے۔" (کنز العمال ص ۲۳۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۶۰)

۲:......نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا:

"قد انقطع الوحی وتم الدین او ینقص وانا حی. رواه النسائی بهذا اللفظ معناه فی الصحیحین."
(الریاض النضرۃ ص ۹۸ ج ا و تاریخ الخلفاءٗ للسیوطی ص ۹۴) ترجمہ:"اب وحی منقطع ہو چکی اور دین الٰہی تمام ہو چکا، کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا؟"

۳:......صحیح بخاری ص ۳۶۰ ج ا میں اسی مضمون کا کلام حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے۔

۴:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کر آئیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تینوں وہاں گئے، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہمیں دیکھ کر رونے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ دیکھو ام ایمن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مقدر ہے، انہوں نے کہا:"قد علمت ما عند الله خیر لرسول الله صلی الله علیه وسلم و لکن ابکی علی خبر السماء انقطع عنا." (ابوعوانہ و کنز العمال ص ۲۲۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۳۴ و مسلم ج ۲ ص ۲۹۱) ترجمہ:"یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں۔"

اسی طرح مسلم شریف میں ہے: "ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء."

۵:......علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:"لان بموت النبی صلی الله علیه وسلم انقطع الوحی۔"

(مواہب لدینہ ص ۲۵۹)

ترجمہ: ''اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔''

٦:......ایسے مدعی کے بارے میں علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے:

''و من اعتقد وحیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفر باجماع المسلمین ۔''ترجمہ: ''اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔''

(بحوالہ ختم نبوت ص۳۲۲ از حضرت مفتی محمد شفیعؒ)

قادیانی گروہ کشف والہام اور وحی میں تحریف نہیں کرتے بلکہ تلبیس کرتے ہیں کہ نہ صرف کشف والہام بلکہ وحی نبوت کو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتے ہیں، چنانچہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نام نہاد وحی کو ایک مستقل کتاب کی شکل میں شائع کیا ہے اور اس کا نام انہوں نے ''تذکرہ'' رکھا ہے، حالانکہ تذکرہ قرآن مجید کا نام ہے، جیسا کہ آیت مبارکہ ہے:

''کلا انہا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ۔'' (عبس ١١۔١٤)

ان آیات میں ''تذکرہ'' قرآن مجید کو قرار دیا گیا ہے۔قادیانی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے مجموعہ کا نام قرآن رکھتے تو مسلمانوں میں اشتعال پھیلتا، انہوں نے قرآن مجید کا غیر عرفی نام چرا کر مرزا کی وحی پر چسپاں کر دیا اور اسی تذکرہ کے پہلے صفحہ پر عنوان قائم کیا: ''تذکرہ یعنی وحی مقدس ورویاء وکشوف حضرت مسیح موعود''۔

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔اس تذکرہ کا حجم ۸۱۸ صفحات ہے، اس میں مرزا قادیانی کی نام نہاد وحی (خرافات) کو جمع کیا گیا ہے۔غرض قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتی ہے، حالانکہ اوپر گزر چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا مدعی، مدعی نبوت ہے، اور یہ بجائے خود مستقل کفر ہے، اب مرزا قادیانی کی ہزارہا عبارتوں میں سے چند عبارتیں ملاحظہ ہوں، جس میں مرزا قادیانی نے اپنے لئے وحی کا دعویٰ کیا ہے:

ا:......''پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے، جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں، اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے، اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔'' (تحفۃ الندوہ ص ۷ روحانی خزائن ج ١٩ ص ٩٥)

۲:...... ''خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے، یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے: "ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھره علی الدین کله. "دیکھو براہین احمدیہ، اس میں صاف طور پر اس عاجز (مرزا) کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۴۳۱ ج ۳، ایک غلطی کا ازالہ ص ۲ روحانی خزائن ص ۲۰۶ ج ۱۸، النبوۃ فی الاسلام ص ۳۰۷، حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۱)

۳:...... ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۴:...... ''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام ص ۳۱۰، حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۴، مجموعہ اشتہارات ص ۴۳۵ ج ۳)

۵:...... ''میں خدا تعالیٰ کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

اب ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی اپنے اوپر جبریل علیہ السلام کے نزول کے بھی مدعی ہیں:

۶:......"جاء نی ائیل و اختار و ادار اصبعه و اشاره ان وعد الله اتیٰ، فطوبیٰ لمن وجدو رائ."

یعنی میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا، اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا، پس مبارک جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے، اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ منہ)۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ روحانی خزائن ص ۱۰۶ ج ۲۲)

۷:......"اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

اسلامی عقیدہ کے مطابق حضرات انبیاءؑ کرام علیہم السلام کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے معصوم ہوتے ہیں، ٹھیک انہی کے طرز پر مرزا قادیانی کو بھی معصوم ہونے کا دعویٰ ہے:

۸:......"ما انا الا کالقرآن وسیظهر علی یدی ماظهر من الفرقان." (تذکرہ ص ۶۷۴)

"اور میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔"

قرآن کریم مسلمانوں کی نہایت مقدس مذہبی کتاب ہے جسے خود مرزا قادیانی کے پیرو بھی محفوظ عن الخطا سمجھتے ہیں اور مرزا قادیانی اپنے تقدس کو قرآن کے مثل ثابت کرتے ہیں۔

۹:......"نحن نزلناه و انا له لحافظون." (تذکرہ ص ۱۰۷ طبع ۴ ربوہ)

"ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

یہ قرآن کریم کی آیت ہے، جسے مرزا قادیانی نے معمولی تصرف کے ساتھ اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے گویا جس طرح قرآن منزل من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر خطا و خلل سے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، ٹھیک وہی تقدس مرزا قادیانی کو بھی حاصل ہے:

۱۰:......"و ما ینطق عن الهویٰ ان هو الا وحی یوحی." (تذکرہ ص ۳۷۸، ۳۹۴)

"اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا، یہ تو وحی ہے جو اس (مرزا) پر نازل کی جاتی ہے۔"

علماءِ شریعت کی طرح تمام صوفیاء بھی اس پر متفق ہیں کہ نبوت و رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ

اسلام سے قطعاً خارج ہے، البتہ نبوت و رسالت کے کچھ کمالات اور اجزأ باقی ہیں کہ جو اولیأ امت کو عطا کئے جاتے ہیں مثلاً کشف اور الہام اور رویائے صادقہ (سچا خواب) اور کرامتیں۔ اس قسم کے کمالات نبوت کے اجزأ ہیں وہ ہنوز باقی ہیں لیکن ان کمالات کی وجہ سے کسی شخص پر نبی کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں، اور نہ ان کے کشف اور الہام پر ایمان لانا واجب ہے۔ ایمان فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے۔ نبی کا تو خواب بھی وحی ہے: ''رویأ الانبیأ وحی'' (بخاری)، مگر ولی کا خواب اور الہام شرعاً حجت نہیں۔ نبی کے خواب سے ایک معصوم کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے، مگر ولی کے الہام سے قتل کا جواز تو درکنار اس سے استحباب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ غرض کسی بھی بڑے سے بڑے بزرگ کا کشف و الہام شرعی مسئلہ کے اثبات کے لئے کوئی مستقل دلیل نہیں ہے۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمالات اور خصلتیں بادشاہ اور وزیر کی سی پائی جائیں تو اس بنأ پر وہ شخص بادشاہ اور وزیر نہیں بن سکتا، اور اگر کوئی اس بنا پر بادشاہت اور وزارت کا دعویٰ کرے اور اپنے کو وزیر اور بادشاہ کہنے لگے تو فوراً گرفتاری کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کسی شخص میں نبوت کے برائے نام کچھ کمالات پائے جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر فائز ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اگر کوئی شخص اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد اور اسلام کا باغی سمجھا جائے گا۔

"عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔" (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر ص۱۰۳۵ ج۲)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔''

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں یہ بھی نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ: ''سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔''

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بینات کے بعد بھی بجائے اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک متنبی کاذب کو چھوڑ کر سید الانبیأ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور

تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے۔ و کذلک یطبع اللہ علی قلب کل متکبر جبار۔

ادھر حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے اور ادھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقا نبوت ثابت ہوگیا۔ ان ھذا لشیٔ عجاب. کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاً ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو اس کو پانی کہا جا سکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے جس کو جزو اور کل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو کل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو ادائے روزہ کہا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو کل کا وجود قرار دیا جائے اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے بیس اجزأ میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا، نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی، اور پھر تو شاید ایک دھاگہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو چارپائی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کواڑ بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام بدیہات ہی کو بدل ڈالے۔ پس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی اور ایک میخ کو کواڑ نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی ابجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیہ پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزأ زیادہ ہیں اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزأ جن کا جدید فلسفہ ہائیڈروجن اور آکسیجن نام رکھتا ہے موجود ہیں، اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزأ نہیں کہا جا سکتا بلکہ پانی کے اجزأ وہی ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہائیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلطی ہے، یہ محض لچر اور نا قابل ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے

سے نبوت کا بقا ثابت کرڈالا۔ (تلخیص از ختم نبوت کامل)

سوال نمبر 7: مرزائی اجرائے نبوت پر جن آیات مبارکہ اور احادیث میں تحریف کرتے ہیں ان میں سے تین کو ذکر کر کے ان کا شافی جواب لکھیں؟

جواب: مرزائیوں سے ختم نبوت و اجرائے نبوت پر بحث کرنا اصولی طور پر غلط ہے اس لئے کہ ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت و اجرائے نبوت کا مسئلہ مابہ النزاع ہی نہیں۔ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں، قادیانی بھی۔ اہل اسلام کے نزدیک رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا، مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں۔

اب فرق واضح ہو گیا کہ مسلمان رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو بند مانتے ہیں، قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی پر، اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ سارے قرآن و حدیث سے ایک آیت یا ایک حدیث پڑھیں، جس میں لکھا ہوا ہو کہ نبوت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سو سال میں ایک مرزا قادیانی نبی بنے ہیں، اور مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں بنے گا، قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہو کر ایک آیت اور ایک حدیث اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے۔

مرزا کہتا ہے:

۱: ''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶، ۴۰۷ ج ۲۲)

۲:...... ''چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں، اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے، کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا، اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱ روحانی خزائن ص ۲۱۵ ج ۱۸)

۳:...... ''اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں ...... پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔'' (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۳۸ از مرزا محمود قادیانی)

۴:....... ”ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹)

۵:....... ”فاراد الله ان یتم النباء و یکمل البناء باللبنة الاخیرة فانا تلک اللبنة۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۱۲ خزائن ص ۱۷۸ ج ۱۶)

”پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچادے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔“

۶:....... ”امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کردی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔“

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی قرار دیتا ہے، گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے۔ معاذاللہ۔

قادیانی تحریفات

<u>آیت نمبر ۱:....... ”یٰبنی آدم امّا یأتینکم“</u>

قادیانی کہتے ہیں کہ: ”یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ و اصلح فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون۔“ (اعراف: ۳۵) یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ لہذا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے۔ لہذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں، اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب ۱:....... اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار ’یا بنی آدم‘ آیا ہے۔ اور اول ”یا بنی آدم“ کا تعلق

"اھبطوا بعضکم لبعض عدو" سے ہے۔"اھبطوا" کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام وسیدہ حوا ہیں۔لہذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کی اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔آیت نمبر ۱۰ سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے۔اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔تسلسل اور سباق آیات کی صراحتاً دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت حال ماضیہ کے طور پر اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

جواب۲:......قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّتِ اجابت کو"یا ایھا الذین آمنوا" سے مخاطب کیا جاتا ہے،اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتِ دعوت کو"یا ایھا الناس" سے خطاب ہوتا ہے۔قرآن مجید میں کہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو"یا بنی آدم" سے خطاب نہیں کیا گیا،یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت: ہاں البتہ "یا بنی آدم" کی عمومیت کے حکم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں،بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہو گئے ہوں،اگر وہ منسوخ ہو گئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب۳:......کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں تو ہندو،عیسائی،یہودی،سکھ سبھی شامل ہیں۔کیا ان میں سے نبی پیدا ہو سکتا ہے؟اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے' ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات وواقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔پھر بنی آدم میں تو عورتیں،ہیجڑے بھی شامل ہیں،تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے،اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے تو اس میں ہیجڑے وعورتیں بھی شامل ہیں۔لہذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں وہیجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب۴: اگر"یا بنی آدم اما یاتینکم رسل" سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو"اما یاتینکم منی ھدی" میں وہی"یاتینکم" ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آسکتی ہے،تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا،کیونکہ ان کے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آسکتا۔

جواب۵: ا:...... ''اما'' حرف شرط ہے، جس کا تحقق ضروری نہیں، ''یا تینکم'' مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں، جیسا کہ فرمایا: ''فاما ترین من البشر احدا'' (مریم:۲۶) ۔کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگر چہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے، مگر استمرار کے لئے قیامت تک رہنا ضروری نہیں، جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اس کے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے ۔اس کی ایک مثال یہی آیت ''اما ترین من البشر '' ہے جو اوپر گزر چکی۔

۲:...... ''انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نوریحکم بھا النبیون'' (مائدہ: ۴۴) ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی کو حتیٰ کہ صاحب تورات کو بھی حق حاصل نہیں اس کی تبلیغ کا۔

۳:...... ''و اوحی الی ھذا القرآن لانذر کم بہ و من بلغ'' (انعام: ۱۹) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمانہ تک ڈراتے رہے مگر اب بلا واسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انذار و تبشیر مسدود ہے۔

۴:...... ''و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر'' (الانبیاٗ: ۷۹) تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہو گئی مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔

جواب:۶: (ا) ......اما یاتینکم منی ھدی. (بقرہ۳۸). (۲)...... و اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین (انعام:۶۸). (۳)......فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون (انفال: ۵۷). (۴)...... و اما نرینک بعض الذی نعدھم اونتوفینک فالینا مرجعھم (یونس: ۴۶)۔ (۵)......اما یبلغن عندک الکبر احدھما اوکلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما (بنی اسرائیل:۲۳). (۶)......فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت لرحمن صوما (مریم:۲۶). (۷)...... اما ترینی مایوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین (مومنون: ۹۳). (۸)......و اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ (اعراف: ۲۰۰). (۹)......فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون (زخرف: ۴۱).

ان تمام آیات میں نون ثقیلہ مضارع ہونے کے باوجود قادیانیوں کو بھی تسلیم ہے کہ ان آیات میں استمرار نہیں، بلکہ حکایت

حال ماضی کا بیان ہے۔

جواب:۷:...... درمنثور ج ۳ ص ۸۲ میں زیر بحث آیت ہذا لکھا ہے:

"یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم الآیة اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان الله تبارک و تعالی جعل آدم و ذریته فی کفه فقال یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی، ثم نظر الی الرسل فقال یا ایها الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا."

"ابی یسار سلمی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا: "**یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ...... الخ**" پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا کہ: "**یا ایها الرسل ...... الخ**" غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔"

جواب:۸:...... بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کا مستدل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں، اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے، مرزا نے خود اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ص ۱۲۷ ج ۲۱)

<u>آیت۲: من یطع الله و الرسول:</u>

"ومن یطع الله و الرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین وحسن اولئک رفیقا." (نساء : ۶۹)

قادیانی کہتے ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں وہ نبی ہوں گے، صدیق ہوں گے، شہید ہوں گے، صالح ہوں گے، اس آیت میں چار درجات کے ملنے کا ذکر ہے، اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری ماننا ایک کو بند ماننا تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے، خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب:۱:..... آیت مبارکہ میں درجات ملنے کا ذکر نہیں بلکہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے وہ آخرت میں انبیاءؑ، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ ”حسن اولئک رفیقا“ ظاہر کرتے ہیں۔

جواب:۲:..... یہاں معیت ہے عینیت نہیں ہے۔ معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدینؒ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

”قال بعض الصحابة للنبی صلی الله علیه وسلم کیف نراک فی الجنة وانت فی الدرجات العلیٰ، ونحن اسفل منک فنزل ومن یطع الله والرسول ..... وحسن اؤلئک رفیقا، رفقاء فی الجنة بان یستمتع فیها برؤیتهم وزیارتهم والحضور معهم وان کان مقرهم فی درجات عالیة بالنسبة الی غیرهم.“ (جلالین ص۸۰)

”بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات پر ہوں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہوگی؟ پس یہ آیت نازل ہوئی ”من یطع الله والرسول ..... الخ “(آگے فرماتے ہیں) یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرامؓ انبیاءؑ علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہوں گے، اگرچہ ان (انبیاءؑ) کا ٹھکانہ دوسروں کی نسبت بلند مقام پر ہوگا۔“

اسی طرح تفسیر کبیر ص۱۷۰ ج۱۰ میں ہے:

”من یطع الله والرسول ذکروا فی سبب النزول وجوها. الا ول روی جمع من المفسرین ان ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم کان شدید الحب لرسول الله صلی الله علیه وسلم قلیل الصبر عنه فاتاه یوما وقد تغیر وجهه ونحل جسمه وعرف الحزن فی وجهه فساله رسول الله صلی الله علیه وسلم عن حاله فقال یارسول الله مابی وجع غیر انی اذالم ارک اشتقت الیک واستو حشت وحشةً شدیدةً حتی القاک فذکرت الاخرة فخفت ان لااراک هناک لانی ان ادخلت الجنة فانت تکون فی درجات النبیین وانا فی درجة العبید فلا اراک وان انالم ادخل الجنة فحینئذ

لا اراک ابدا فنزلت هذه الاية."

ترجمہ:"من یطع الله ...... الخ" (اس آیت) کے شان نزول کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں۔ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ آپ کے بہت زیادہ شیدائی تھے (جدائی پر) صبر نہ کر سکتے تھے، ایک دن غمگین صورت بنائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ان کے چہرہ پر حزن وملال کے اثرات تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی، تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں، بس اتنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بے قراری بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو مجھے آخرت کا خیال آکر یہ خوف لاحق ہے کہ وہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکوں گا چونکہ مجھے جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو انبیاءؑ کے درجات میں بلند ترین مقام پر فائز ہوں گے، اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے درجہ میں، اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ابن کثیر، تنویر المقباس، روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے:

حدیث:......"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء۔" (منتخب کنز العمال ج ۴ ص ۷ حدیث ۹۲۱۷ ابن کثیر ص ۵۲۳ ج ا طبع مصر)

ترجمہ:"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

اگر معیت سے درجہ ملنا ثابت ہے تو مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین وصادق تاجر نبی ہوئے ہیں؟"عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مامن نبى يمرض الا خير بين الدنيا والآخرة وكان فى شكواه الذى قبض اخذته بحة شديدةً فسمعته يقول مع الذين انعمت عليهم من النبيين...... فعلمت انه خير۔" (مشکوٰۃ ص ۵۴۷ ج ۲، ابن کثیر ص ۵۲۲ ج ا)

ترجمہ:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نبی، مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرت میں، جس مرض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید کھانسی ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں فرماتے تھے:"مع

الذین انعمت علیھم من النبیین ‘‘اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دنیا وآخرت میں سے ایک کا اختیار دیا جارہا ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں کیونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ: قرآن کریم میں جہاں دنیا میں ایمان والوں کو درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے، اگر چہ باقی تمام درجات کا ملنا مذکور ہے، مثلاً: ١:...... ’’والذین آمنوا باللہ و رسلہ اولئک ھم الصدیقون و الشھداء عندربھم۔‘‘ (الحدید:١٩) ترجمہ: ’’اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔‘‘

٢:...... ’’والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم فی الصالحین۔‘‘ (عنکبوت:٩)

ترجمہ: ’’اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔‘‘

٣:...... سورۃ حجرات کے آخر میں: ’’مجاھدین فی سبیل اللہ‘‘ کو فرمایا ’’اولئک ھم الصادقون۔‘‘

ان آیات میں صدیق، صالح وغیرہ درجات ملنے کا ذکر ہے، مگر نبوت کا ذکر نہیں۔ غرض جہاں درجات حاصل کرنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا ذکر نہیں۔ جہاں نبوت کا ذکر ہے وہاں درجات ملنے کا ذکر نہیں بلکہ صرف معیت مراد ہے۔

جواب:٣:...... کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت و پیروی نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شرامت ہوگی، نعوذ باللہ، جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں صحابہ کرامؓ کے متعلق خود شہادت دے دی ہے کہ: ’’یطیعون اللہ و رسولہ‘‘ (سورۂ توبہ:٧١) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہ کرامؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں ’’رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ‘‘ کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ فرمایا: ’’رضوان من اللہ اکبر۔‘‘ (توبہ:٧٢)

جواب:٤:...... اگر بفرض محال پانچ منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں نبوت

ملتی ہے تو اس آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔تم غیر تشریعی کی تخصیص کیوں کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النبیین ہے المرسلین نہیں، اور نبی' تشریعی اور رسول' غیر تشریعی کو کہا جاتا ہے' جیسا کہ نبی و رسول کے فرق سے واضح ہے، تو اس لحاظ سے پھر تشریعی نبی آنے چاہئیں، یہ تو تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا، مرزا کہتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ:''**و اما بنعمت ربک فحدث**'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی۔''

(حقیقۃ الوحی ص ٦٧ روحانی خزائن ص ٧٠ ج ٢٢)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نہیں بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی۔تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

جواب:۵:......اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''**اللہ اعلم حیث یجعل رسالته**'' نبوت وہبی چیز ہے جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وهبی چیز هے:

ا:......علامہ شعرانیؒ الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں: ''**فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسک و الرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء ...... و قد افتى المالكية و غيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة.**'' (الیواقیت والجواہر ص ۱۶۴، ۱۶۵ ج ا)

ترجمہ:''کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ درویشی اختیار کرنے یا محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ ......از مترجم) کا خیال ہے، مالکیہ وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔''

۲:......قاضی عیاضؒ شفاً میں لکھتے ہیں:''**من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله عليه وسلم اوبعده ...... او من ادعى النبوة لنفسه او جواز اكتسابها، و البلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها الخ و كذالک من ادعى منهم انه يوحىٰ اليه و ان لم يدع النبوة...... فهولاء كلهم كفار مكذبون للنبى صلى الله عليه وسلم**

لانہ اخبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لانبی بعدہ۔ ''(شفاءص ۲۴۶'۲۴۷ج ۲)ترجمہ:''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جوکوئی کسبی نبوت کا قائل ہویا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، یا پھر دل کی صفائی کی بناَ پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا، یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا، اگر چہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا، تو یہ سب قسم کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ......''انا خاتم النبیین''......کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔''

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے، اور ایسے عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماَ کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

جواب:۶:......اگر نبوت ملنے کے لئے اطاعت وتابعداری شرط ہے تو غلام احمد قادیانی پھر بھی نبی نہیں ہے، کیونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری نہیں کی جیسے: (۱) مرزا نے حج نہیں کیا، (۲) مرزا نے ہجرت نہیں کی، (۳) مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا، (۴) مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے، (۵) ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر مرزا غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا، (۶) ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔

جواب:۷:......نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں، جیسے:''ان اللہ معنا، ان اللہ مع المتقین، ان اللہ مع الذین اتقوا، محمد رسول اللہ والذین معہ، ان اللہ مع الصابرین''نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہوسکتا ہے تو خدا کی معیت سے خدا بھی ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ۔

جواب:۸:......یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے، اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں، بغیر اس تائید کے ان کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے، اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۴۸ خزائن ص ۳۴۴ ج ۶)

جواب:۹:......اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں، تو ہمارا یہ سوال نمبر ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی و بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں، حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی و بروزی ہونے کا قائل نہیں، اور اگر صدیق

وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوگی۔

آیت ۳:.......و آخرین منهم لما یلحقوا بهم:

قادیانی کہتے ہیں کہ طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے،اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت:"**هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم**"(جمعہ:۲،۳) کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کردیا کرتے ہیں۔طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔معاذ اللہ۔

جواب:۱:...... بیضاوی شریف میں ہے:"**و آخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاؤا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعم الجمیع.**" "آخرین کا عطف امیین یا یعلمهم کی ضمیر پر ہے،اور اس لفظ کے زیادہ کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ودعوت صحابہؓ اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔" خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں:"**انا نبی من ادرک حیا و من یولد بعدی**" "صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہوں۔

جواب:۲:...... **القرآن یفسر بعضه بعضاً** کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعا فرمائی تھی:"**ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیتک ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم.**" (بقرہ:۱۲۹)

زیر بحث آیت میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول معظم ان اُمیوں میں مبعوث ہوئے لیکن صرف انہیں کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں ان کے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں لیکن آئیں گے قیامت تک، سبھی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی برحق ہیں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:"**یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا**" (اعراف:۱۵۸) یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا:"**ارسلت الی الخلق کافة**" لہٰذا مرزا قادیانی

دجال قادیان اور اس کے چیلوں کا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں قرار دینا یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے، پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث "الیھم" موجود و غائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

جواب:۴:...... رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے۔ چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے فی الامیین مقدم ہے۔ اس لئے **فی الامیین** کی رعایت **وآخرین منھم** میں بھی کرنی پڑے گی۔ پھر اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ امیین میں اور رسول بھی آئیں گے، کیونکہ امیین سے مراد عرب ہیں، جیسا کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہے: "**فی الامیین ای فی العرب لان اکثرھم لایکتبون و لا یقرؤن**" اور لفظ منھم کا بھی یہی تقاضا ہے جب کہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کے لئے سوائے دجل و کذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جواب:۵:...... قرآن مجید کی اس آیت میں بعث کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر بعث مضارع کے معنوں میں لینا پڑے گا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

جواب:۶:...... اب آیئے دیکھئے کہ مفسرین حضرات جو (قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں) اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں:

"قال المفسرون ھم الا عاجم یعنون بھم غیر العرب ای طائفه کانت قاله ابن عباس وجماعة وقال مقاتل یعنی التابعین من ھذه الامة الذین لم یلحقوا باوائلھم وفی الجمله معنی جمیع الا قوال فیه کل من دخل فی الاسلام بعد النبی صلی الله علیه وسلم الی یوم القیامة فالمراد بالامیین العرب وبالآخرین سواھم من الامم." (تفسیر کبیر ص۴ جز ۳۰ مطبع مصر)

(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب وعجم کے لئے معلم ومربی ہیں) مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد عجمی ہیں۔ عرب کے ماسواء کوئی طبقہ ہو یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں۔ سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں، اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے وہ سب مراد ہیں۔"

"وهم الذين جاؤا بعد الصحابة الى يوم الدين ." (تفسیر ابوسعود ج۴ جز ۸ ص ۲۴۷)
''آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہؓ کے بعد قیامت تک آئیں گے ۔ (ان سب کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں ۔)''
"هم الذين يأتون من بعدهم الى يوم القيامة." (کشاف ص ۵۳۰ ج ۴)
جواب :۷:...... بخاری شریف ص ۷۲۷ ج ۲، مسلم شریف ص ۳۱۲ ج ۲، ترمذی شریف ص ۲۳۲ ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۶ پر ہے:
"عن ابی هريرةؓ قال كنا جلوسا عند النبی صلى الله عليه وسلم فانزلت سورة الجمعة وآخرين منهم لما يلحقوا بهم قال قلت من هم يا رسول الله فلم يراجعه حتى سال ثلثا وفينا سلمان الفارسی وضع رسول اللهصلى الله عليه وسلم يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عندالثريا لناله رجال او رجل من هؤلاء."
ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی ۔ وآخرین منهم لما يلحقوا بهم تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی فرمائی، حتیٰ کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پا لیتے' رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے مگر اگلی روایت میں رجال کو متعین کر دیا ۔''
یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دے گی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی ۔ عجم و فارس میں بڑے بڑے محدثین، علماً، مشائخ، فقہاً، مفسرین، مقتداً، مجددین وصوفیاً، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے ۔ **آخرين منهم لما يلحقوا بهم** سے وہ مراد ہیں ۔ ابوہریرہؓ سے لے کر ابوحنیفہؒ تک سبھی اسی رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے دراقدس کے دریوزہ گر ہیں ۔ حاضر وغائب، امیین وآخرین سب ہی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دراقدس وا ہے، آئے جس کا جی چاہے ۔ اس حدیث نے متعین کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عامہ وتامہ وکافہ ہے ۔ موجود وغائب عرب وعجم سب ہی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم ومزکی ہیں ۔ اب فرمایئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی

اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ ایسا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعویٰ ہے۔

آیت۴: وبالآخرۃ ھم یوقنون:

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ:"وبالآخرۃ ھم یوقنون." (بقرہ:۴)(یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں)

جواب۱:......اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے، جیسا کہ دوسری جگہ صراحتاً فرمایا گیا:"وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان" (عنکبوت:۶۴) آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے:"خسر الدنیا والآخرۃ"(حج:۱۱) دنیا و آخرت میں خائب و خاسر:"و لاجر الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون"(النحل:۴۱) الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرۃ پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر ابن جریر ص ۱۰۶ جلد ۱، درمنثور کی جلد اول ص ۲۷ پر ہے:"عن ابن عباس (وبالآخرۃ) ای بالبعث والقیامۃ والجنۃ والنار والحساب والمیزان." غرض جہاں کہیں قرآن مجید میں آخرت کا لفظ آیا ہے اس سے قیامت کا دن مراد ہے نہ کہ پچھلی وحی۔

جواب۲:......مرزا قادیانی کہتا ہے:"طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخرالزماں پر جو کچھ اتارا گیا ہے ایمان لائے ......"وبالآخرۃ ھم یوقنون" اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا اور سزا مانتا ہو"۔ (الحکم نمبر۳۴، ۳۵ج ۸، ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۴ء دیکھو خزینۃ العرفان ص ۸۷ ج ۱، از مرزا قادیانی)۔ اسی طرح دیکھو الحکم نمبر۲ ج ۱۰، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر۲، ۳۔ اس میں مرزا قادیانی نے:"وبالآخرۃ ھم یوقنون" کا ترجمہ:

"اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، کیا ہے، اور پھر لکھتا ہے:"قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔"

تفسیر از حکیم نورالدین خلیفہ قادیان:"اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔"

(ضمیمہ بدر ج ۸ نمبر ۱۵، ص ۳، مورخہ ۴/فروری ۱۹۰۹ء)

لہذا مرزائیوں کا:"وبالآخرۃ ھم یوقنون" کا معنی آخری وحی کرنا جہاں تحریف و زندقہ ہے، وہاں قادیانی اکابر کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔

جواب۳:...... قادیانی علم و معرفت سے معریٰ ہوتے ہیں، کیونکہ خود مرزا قادیانی بھی محض جاہل تھا۔ اسے بھی تذکیر و تانیث

واحد جمع کی کوئی تمیز نہ تھی، ایسے ہی یہاں بھی ہے کہ الآ خرۃ تو مؤنث ہے، جبکہ لفظ وحی مذکر ہے، اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے: ''ان الدار الآخرة لهی الحيوان '' دیکھئے دار الآخرۃ مونث واقع ہوا ہے۔ اس لئے لھی کی مونث ضمیر آئی ہے اور لفظ وحی کے لئے مذکر کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے ،تو پھر کوئی سر پھرا ہی الآخرۃ کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟

آیت ۵: وجعلنا فی ذریته النبوة:

قادیانی کہتے ہیں کہ: ''وجعلنا فی ذریته النبوة و الكتاب'' (عنکبوت: ۲۷) یعنی ہم نے اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی، اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے اس وقت تک نبوت جاری ہے۔

جواب ۱:...... اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری معلوم ہوتا ہے، حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے جو دلیل کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

جواب ۲:...... وجعلنا کا فاعل باری تعالیٰ ہیں، تو گویا نبوت وہبی ہوئی، حالانکہ قادیانی وہبی کی بجائے اب کسبی یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد و مستدلات کے خلاف ہے۔

احادیث پر قادیانی اعتراضات کے جوابات

(۱) لو عاش ابراهيم:

قادیانی کہتے ہیں کہ: ''و لو عاش (ابراهيم) لكان صديقاً نبيا '' اس سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب ۱:...... یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر وفاتہ، میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''عن ابن عباس لمامات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعاً فى الجنة ولو عاش لكان صديقاً نبيا ولو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطى۔'' (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کردی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو یقیناً نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس کے قبطی خالہ زاد آزاد کردیتا اور کوئی قبطی قیدی نہ ہوتا۔"

ا:......اس روایت کی صحت پر شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے انجاح الحاجۃ علی بن ماجہ، میں کلام کیا ہے: **"وقد تکلم بعض الناس فی صحة هذا الحديث كما ذكر السيد جمال الدين المحدث فی روضة الاحباب."**

(انجاح ص ۱۰۸)

"اس حدیث کی صحت میں بعض (محدثین) نے کلام کیا ہے، جیسا کہ روضہ احباب میں سید جمال الدین محدث نے ذکر کیا ہے۔"

۲:......موضوعات کبیر کے ص ۵۸ پر ہے:

" قال النووی فی تهذيبه هذا الحديث باطل وجسارة على الكلام المغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم".

ترجمہ: "امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے، بڑی بے تکی بات ہے۔"

۳:......مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲ شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی، اس کا کوئی اعتبار نہیں، اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔

۴:......ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارہ میں محدثین کی آراء یہ ہیں، ثقہ نہیں ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام یحییٰ، حضرت امام داؤدؒ۔

منکر الحدیث ہے:	حضرت امام ترمذیؒ
متروک الحدیث ہے:	حضرت امام نسائیؒ
اس کا اعتبار نہیں:	حضرت امام جوزجانیؒ
ضعیف الحدیث ہے:	حضرت امام ابوحاتمؒ

ضعیف ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے، اس نے حکم سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۹۴، ۹۵ ج ۱)

(یاد رہے کہ زیر بحث روایت بھی ابو شیبہ نے حکم سے روایت کی ہے۔)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابر امت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں، اس کی ایسی ضعیف روایت کو لے کر قادیانی اپنا باطل عقیدۂ ثابت کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد (اگر چہ صحیح بھی کیوں نہ ہو) معتبر نہیں ہوتی، چہ جائیکہ کہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے، یہ تو بالکل ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' والی بات ہو گی۔

جواب:۲:...... اور پھر قادیانی دیانت کے دیوالیہ پن کا اندازہ فرمائیں کہ اسی متذکرہ روایت سے قبل حضرت ابن اوفیؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے، اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں اسے نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدۂ اجراء نبوت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔

اے کاش! قادیانی اس ضعیف روایت سے قبل والی صحیح روایت کو پڑھ لیتے جو یہ ہے:

''قال قلت لعبد اللہ ابن ابی اوفیؓ روایت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مات وھو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی لعاش ابنہ ابراہیم ولکن لا نبی بعدہ، ابن ماجہ باب ما جاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ و ذکر وفاتہ۔'' (ص ۱۰۸)

ترجمہ: ''اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کو آپ نے دیکھا تھا؟ عبد اللہ ابن اوفیؓ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں، یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح کے باب ''من سمی باسماء الانبیا''میں اسے مکمل نقل فرمایا۔ (دیکھئے بخاری ج ۲ ص ۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب پہلے لائے اور جس کو امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن ص ۴۱ روحانی خزائن ص ۳۳۷ ج ۶ پر ''بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

لیجئے ایک اور روایت انہیں حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳ کی ملاحظہ فرمایئے:

"حدثنا ابن ابی خالد قال سمعت ابن ابی اوفیؓ یقول لو کان بعدالنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی ماما ت ابنہ ابراھیم"

"ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔"

حضرت انسؓ سے سدیؒ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: "**قد ملاء المھد ولو بقی لکان نبیاً ولکن لم یکن لیبقی لان نبیکم آخر الانبیاً**" وہ پنگھوڑے کو بھر دیتے تھے (یعنی بچپن میں ان کا انتقال ہوا لیکن وہ اتنے بڑے تھے کہ پنگھوڑا بھرا ہوا نظر آتا تھا) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

(تلخیص التاریخ الکبیر لابن عساکر ص ۲۹۴ ج ۱، فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۷۷ باب من سمی باسماء الانبیاً)

اب ان صحیح روایات جو بخاری، مسند احمد اور ابن ماجہ میں موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا اور مردود ہونا یوں بھی ظاہر ہے کہ یہ قرآن کے نصوص صریحہ اور صدہا احادیث نبویہ کے خلاف ہے، اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدے کے لئے پیش کر سکتے ہیں جن کے متعلق حکم خداوندی ہے: "**ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ۔**" (بقرہ: ۷)

جواب: ۳:...... اس میں حرف لو قابل توجہ ہے، اس لئے کہ جیسے: "**لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا**" لو عربی میں محال کے لئے بھی آجاتا ہے، اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے۔ اس سے اثبات عقیدہ کے لئے استدلال کرنا قادیانی علم کلام کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے۔

(۲) ولا تقولوا لا نبی بعدہ:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: "**قولوا خاتم الانبیاً ولا تقولوا لانبی بعدہ۔**"

(تکملہ مجمع البحار ج ۵ ص ۵۰۲ درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵) اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری تھی۔

جواب: ۱:...... حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت صریحاً بے اصل و بے سند ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کی

سند مذکور نہیں۔ ایک بے سند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل وفریب ہے۔

جواب:۲:...... رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول: ''ولا تقولوا لا نبی بعدہ'' یہ صریحاً اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے، قول صحابہؓ و قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تعارض ہو جائے تو حدیث و فرمان نبوی کو ترجیح ہوگی، پھر لا نبی بعدی حدیث شریف متعدد صحیح سندوں سے مذکور ہے اور قول عائشہ ایک موضوع اور بے سند قول ہے، صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے قابل حجت ہو سکتا ہے؟

جواب:۳:...... خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کنز العمال ص ۳۷۱ ج ۱۵ حدیث: ۴۱۴۲۳ میں روایت ہے: ''لم یبق من النبوۃ بعدہ شئی الا المبشرات'' اس واضح فرمان کے بعد اس بے سند قول کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے؟

جواب:۴:...... قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ وہ اس قول کو جو مجمع البحار میں بغیر سند کے نقل کیا گیا ہے استدلال کرتے وقت بھی ادھورا قول نقل کرتے ہیں، اس میں ہے: ''ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ علیہ السلام۔'' (تکملہ مجمع البحار ص ۵۰۲ ج ۵) اگر ان کا یا مغیرہؓ کا جو قول: ''اذا قلت خاتم الانبیأ حسبک'' وغیرہ جیسے الفاظ آئے ہیں۔ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا، یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں (آئے گا) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، یہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔

جواب:۵:...... اس قول ''ولا تقولوا لا نبی بعدہ'' میں ''بعدہ'' خبر کے مقام پر آیا ہے، اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا: ''لانبی مبعوث بعدہ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ مرقات حاشیہ مشکوٰۃ شریف پر بھی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی:...... ''لا نبی خارج بعدہ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ غلط ہے، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہؓ نے ان معنوں سے: ''لا تقولوا لا نبی بعدہ'' کی ممانعت فرمائی ہے، جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی:...... ''لا نبی حیی بعدہ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی زندہ نہیں، ان معنوں کو سامنے رکھ کر حضرت

عائشہؓ نے: ''لاتقولوا لا نبی بعدہ'' فرمایا۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں۔

قادیانی سوال:

اگر اس قول عائشہ صدیقہؓ کی سند نہیں تو کیا ہوا تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب: یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجرؒ نے الگ ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے، جس کا نام تعلیق التعلیق ہے۔ اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

۳: مسجدی آخر المساجد:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجدی آخر المساجد'' ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں، تو نبی بھی بن سکتے ہیں۔

جواب:...... یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے، اس لئے جہاں ''مسجدی آخر المساجد'' کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں، وہاں روایات میں آخر مساجد الانبیاءَ کے الفاظ بھی آتے ہیں، تمام انبیاءَ علیہم السلام کی سنت مبارک یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔ تو انبیاءَ کرام علیہم السلام کی مساجد میں سے آخری مسجد، مسجد نبوی ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ ترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۷۳ حدیث: ۱۷۷۱ میں خاتم مساجد الانبیاءَ کے الفاظ صراحت سے موجود ہیں۔ نیز کنز العمال ص ۲۷۰ ج ۱۲ حدیث: ۳۴۹۹۹ باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے: ''عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا خاتم الانبيأ ومسجدى خاتم مساجد الانبيأ۔''

۴: انک خاتم المهاجرین:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا: ''اطمئن يا عم (عباسؓ) فانک خاتم المهاجرين فى الهجرة كما انا خاتم النبيين فى النبوة۔'' (کنز العمال ص ۶۹۹ ج ۱۲ حدیث: ۳۳۳۸۷) اگر حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب:...... قادیانی اس روایت میں بھی دجل سے کام لیتے ہیں، اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہو گئے تھے، مکہ مکرمہ سے چند کوس باہر تشریف لے گئے تو راستہ میں مدینہ طیبہ سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدسیوں کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ فتح کرنے کے لئے تشریف لے آئے، راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباسؓ کو افسوس ہوا کہ میں ہجرت کی سعادت سے محروم رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو تسلی و حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے واقعتاً مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباسؓ تھے، اس لئے کہ ہجرت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف کی جاتی ہے، مکہ مکرمہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ایسے فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دارالاسلام رہے گا، تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر واقعی حضرت عباسؓ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ''اے چچا تم خاتم المہاجرین ہو'' تمہارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: "لاھجرة بعد الفتح." (بخاری ص ۴۳۳ ج ۱) ۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اصابہ ص ۲۷۱ ج ۲ طبع بیروت میں فرماتے ہیں: ''ھاجر قبل الفتح بقليل وشهد الفتح'' ۔
''حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔''

۵: ابوبکر خیر الناس:

قادیانی کہتے ہیں کہ: ''ابوبکر خیر الناس الا ان یکون نبی'' ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں، مگر یہ کہ کوئی نبی ہو، اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب: ...... یہ روایت (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۴۳ حدیث: ۳۲۵۴۷) کی ہے، اس کے آگے ہی لکھا ہے: ''ھذا الحدیث احد ما انکر'' یہ روایت ان میں سے ایک ہے، جس پر انکار کیا گیا ہے، ایسی منکر روایت سے عقیدہ کے لئے استدلال کرنا قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب ۲: ...... کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۴۶ حدیث ۳۲۵۶۴ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:
''ماصحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یٰسین، افضل من ابی بکر''
ترجمہ: ''رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء و رسل کے صحابہؓ سے ابوبکر صدیقؓ افضل ہیں۔''

حاکم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے کنز العمال میں ج ۱۱ ص ۵۶۰ حدیث ۳۲۶۴۵ پر روایت کے الفاظ ہیں:
"ابوبکر و عمر خیر الاولین و خیر الاخرین وخیر اهل السموٰات وخیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین"
ترجمہ: ''زمینوں و آسمانوں کے تمام اولین و آخرین میں سوائے انبیاء و مرسلین کے باقی سب سے ابوبکرؓ و عمرؓ افضل ہیں۔''

ان روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاؑ کے علاوہ ابوبکرؓ باقی سب سے افضل ہیں۔ لیجئے اب ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہو گیا۔

سوال نمبر 8: لاہوری اور قادیانی مرزائیوں میں کیا فرق ہے؟ جب لاہوری مرزا غلام احمد کو نبی ہی نہیں مانتے تو ان کی وجہ تکفیر کیا ہے؟ دونوں فرقوں کے درمیان اختلافات کا جائزہ پیش کریں؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروپ ہیں، ایک لاہوری دوسرا قادیانی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور نورالدین کے زمانہ تک یہ ایک تھے۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں نورالدین کے آنجہانی ہونے پر لاہوری گروپ کے چیف گرو محمد علی ایم اے اور اس کے حواریوں کا خیال تھا کہ نورالدین کی جگہ محمد علی کو قادیانی جماعت کی زمامِ اقتدار سونپ دی جائے گی۔ مگر مرزا قادیانی کے خاندان کے افراد اور مریدوں نے نوعمر مرزا محمود کو مرزا قادیانی کی نام نہاد خلافت کی گدی پر بٹھا دیا۔ محمد علی لاہوری اپنے حواریوں سمیت اپنا سامنہ لے کر لاہور آ گئے۔ تب سے مرزا قادیانی کی جماعت کے دو گروپ بن گئے۔ لاہوری و قادیانی، دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑائی صرف اور صرف اقتدار کی لڑائی تھی۔ عقائد کا اختلاف نہ تھا۔ اس لئے کہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی اور نورالدین کے زمانہ تک عقائد میں نہ صرف قادیانی گروپ کا ہمنوا تھا بلکہ اب بھی یہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا سمجھتا ہے۔ امام، مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح، ظلی و بروزی نبی وغیرہ مرزا کے تمام کفریہ دعاوی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے عقائد کی ترویج اور توسیع اس کی کتب کی اشاعت کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے لاہوریوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہ اقتدار نہ ملنے کے باعث علیحدہ ہوئے ہیں۔ تو لاہوریوں نے اپنے دفاع کے لئے اقتدار کی لڑائی کو عقائد کے اختلاف کا چولا پہنا دیا۔ لاہوریوں نے کہا کہ ہمیں قادیانیوں سے تین مسائل میں اختلاف ہے:

’’۱:...... قادیانی گروپ مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں، ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔

۲:...... قادیانی گروپ مرزا قادیانی کو قرآنی آیت: ’’مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد‘‘ کا مصداق قرار دیتے ہیں، ہم اس آیت کا مرزا کو مصداق نہیں سمجھتے۔

۳:...... قادیانی گروپ مرزا کو حقیقی نبی قرار دیتا ہے، ہم اسے حقیقی نبی قرار نہیں دیتے۔‘‘

اس پر ان کے درمیان مناظرے ہوئے۔ ’’مباحثہ راولپنڈی‘‘ نامی کتاب میں دونوں کے تحریری مناظروں کی روئیداد شائع شدہ ہے۔ فریقین نے مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ یہ خود مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے کہ

مرزا قادیانی کے دعاوی ایسے شیطان کی آنت کی طرح الجھے ہوئے ہیں کہ مرزا کے ماننے والے خود فیصلہ نہیں کر پائے کہ مرزا قادیانی کے کیا دعاوی تھے؟ لیکن یہ اقتدار کی رسہ کشی، اور نفس پرستی ہے۔ جب دو گروپ بن گئے۔ ایک گروپ کا چیف مرزا محمود، دوسرے گروپ کا چیف محمد علی لاہوری قرار پائے تو مرزا محمود نوجوان تھا۔ اقتدار اور پیسہ پاس تھا، اس نے وہ بے اعتدالیاں کیں کہ مرزا قادیانی کے بعض پکے مرید کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔ مرزا محمود کی جنسی بے راہ روی اور رنگینیاں اور سنگینیاں اس داستان نے قادیان سے لاہور تک کا سفر کیا۔ تو لاہوری گروپ نے تاریخ محمودیت، ربوہ کا پوپ، ربوہ کا مذہبی آمر، کمالات محمودیہ ایسی دسیوں کتابیں لکھ کر مرزا محمود کی بدکرداریوں کو الم نشرح کیا۔ مرزا محمود نے جواب آں غزل کے طور پر لاہوریوں کو وہ بے نقط سنائیں کہ الامان والحفیظ۔ ذیل میں حوالے ملاحظہ ہوں:

''فاروق'' جناب خلیفہ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کئی مرتبہ اس کی خدمات کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرما چکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے۔ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اس کی ۲۸/فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ہمارے خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں: (اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۱/مارچ ۱۹۳۵ء)

(۱) لاہوری اصحاب الفیل، (۲) اہل پیغام کی یہودیانہ قلابازیاں، (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ، (۴) لاہوری اصحاب الاخدود، (۵) خباثت اور شرارت اور رزالت کا مظاہرہ، (۶) دشمنان سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی لاہوری فریق عبادالدنیا وقودالنار بن گئے، (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رزیل سے رزیل فطرت والا اور احمق سے احمق انسان، (۸) اصحاب اخدود پیامی، (۹) دوغلے اور نیمے دروں نیمے بروں عقائد، (۱۰) بدلگام پیغامیو، (۱۱) حرکات دنیہ اور افعال شنیعہ، (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات، (۱۳) دورخے سانپ کی کھوپڑی کچلنے، (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں...... تک انگیخت اور اشتعال کا زور لگایا، (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی، (۱۶) ایسی کھلبلی اٹھی تھی، (۱۷) رزیل اور احمقانہ فعل، (۱۸) کبوتر نما جانور، (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری جماعت کے مرکز) کے؟ کرمک، (۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ، (۲۱) اے بدلگام تہذیب ومتانت کے اجارہ دار پیامیو (فریق لاہور)، (۲۲) برخوردار پیامیو، (۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ، (۲۴) کوئی آلو، ترکاری یا لہسن پیاز بیچنے بونے والا نہیں، (۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھیگی بلی بن کر، (۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ

معلوم ہو جاتا، (۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے، (۲۸) اگر شرم ہو تو وہیں ...... چلو بھر پانی لے کر ڈبکی لگالو، (۲۹) یہ کسی قدر رذالت اور خباثت اور کمینگی، (۳۰) علی بابا اور چالیس چور بھی اپنی مٹھی بھر جماعت لے کر بلوں میں سے نکل آئے ہیں، (۳۱) بھلا کوئی ان پیامی ایروں غیروں سے اتنا تو پوچھے، (۳۲) سادہ لوح پیامی نادان دشمن، (۳۳) پیامیو عقل کے ناخن لو، (۳۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز، (۳۵) سادہ لوح اور احمق، (۳۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام، (۳۷) پیغام بلڈنگ کے اڑہائی ٹوٹرو، (۳۸) احمق اور عقل و شرافت سے عاری اور خالی، (۳۹) اہل پیغام (لاہوری فریق) نے جس عیاری اور مکاری اور فریب کاری سے اپنے دجل بھرے پوسٹروں میں، (۴۰) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ، (۴۱) اہل پیغام کے دو تازہ گندے پوسٹر۔

(منقول از اخبار ''فاروق'' قادیان پیامی نمبر مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۳۵ء)

لاہوری مرزائی بھی قادیانیوں کو گالیاں دینے میں کم نہ تھے۔ ملاحظہ ہو: ''مولوی محمد علی صاحب (لاہوری) کا خطبہ جمعہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۴۵ء ہمارے سامنے ہے۔ یہ خطبہ بھی حسب معمول جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف الزامات اور گالیوں سے پر ہے۔ جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں تک کی جائے ان کا جوش غیظ و غضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکے۔ ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے، بدگوئی اور بدزبانی اب جناب مولوی صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی ہے، کوئی بات طعن و تشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔''

(مضمون مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ج ۳۳، نمبر ۲۷۳، ص ۴ مورخہ ۲۲/نومبر ۱۹۴۵ء)

لیکن گالی گلوچ کی بوچھاڑ تو دونوں جماعتوں کی عادت ہے، کبھی ایک سبقت لے جاتی ہے کبھی دوسری۔ اس فن کی بنیاد خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابوں میں رکھی گئی ہے۔ پس اتباع لازم ہے۔ مرزا محمود نے محمد علی کی گالیوں کی شکایت کی، اب محمد علی کی مرزا محمود کے متعلق شکایت بھی ملاحظہ ہو: ''خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈ اس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔'' (مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار ''پیغام صلح'' لاہور جلد ۲۲، نمبر ۳۳، ص ۷ مورخہ ۳/جون ۱۹۳۴ء)

مسلمانوں نے (لاہوری و قادیانی) دونوں کی اس باہمی چخ چخ کو ایک سکہ کے دو رخ قرار دیا۔ ایک گرو کے دو چیلوں کی

اخلاق باختگی کو مرزا قادیانی کی روحانی تربیت کا نتیجہ قرار دیا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ لاہوریوں و قادیانیوں میں کیا فرق ہے؟ آپؒ نے فی البدیہہ فرمایا: بر ہر دو لعنت، خنزیر، خنزیر ہوتا ہے، چاہے گورے رنگ کا ہو یا کالے رنگ کا۔ کفر کفر ہے، چاہے لاہوری ہو یا قادیانی۔ لاہوریوں کا مرکز لاہور میں ہے۔ قادیانیوں کا مرکز پاکستان بننے کے بعد چناب نگر (ربوہ) اور اب ان کا مرکز بہشتی مقبرہ سمیت لندن کو سدھار گیا ہے۔ تمام علماءٔ اسلام نے دونوں گروپوں کے کفر کا فتویٰ دیا، قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ تک سب نے دونوں کو کافر و غیر مسلم گردانا۔

لاھوری گروپ کیوں کافر؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔ اس کو جو لوگ اپنا امام، مجدد، مامور من اللہ، مہدی، مسیح ظلی نبی، تسلیم کریں وہ بھی کافر ہیں حتیٰ کہ مدعی نبوت کو جو لوگ مسلمان سمجھیں بلکہ جو اسے کافر نہ سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماءٔ نے اپنے فتاویٰ میں، عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں اور اسمبلی نے اپنے قانون میں قادیانیوں کی طرح لاہوری گروپ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ مرزا کے کفریہ دعاوی جن کو لاہوری گروپ بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مانتا ہے، مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

۱:...... ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاص ۱۱ خزائن ص ۲۳۱ ج ۱۸)

۲:...... ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔‘‘ (بدر ۵/مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ص ۱۲۷ ج ۱۰)

۳:...... ’’میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵ حاشیہ خزائن ص ۶۸ ج ۲۱)

۴:...... ’’نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص ہی کیا گیا۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۵:...... ’’اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاءٔ ہوئے ہیں اور ایک وہ (مرزا) بھی ہوا، جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص ۲۸ حاشیہ خزائن ص ۳۰ ج ۲۲)

۶:...... ’’ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں، میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔‘‘ (الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۸ء ملفوظات ص ۲۱۷ ج ۱۰)

ان حوالہ جات میں مرزا قادیانی کا صراحت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ موجود ہے، اور پہلے انبیاءٔ (سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک) کی طرح نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ اب نبی کے لئے معجزہ چاہئے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا

جس کواللہ تعالیٰ نے معجزہ نہ دیا ہو، مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے لئے معجزہ چاہئے، چنانچہ وہ اپنے معجزات کے متعلق خود لکھتا ہے:

۷:...... ''اگر میں (مرزا) صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔'' (تحفۃ الندوۃ ص ۹ روحانی خزائن ص ۹۷ ج ۱۹)

۸:...... ''مگر میں تو اس سے بڑھ کر اپنا ثبوت رکھتا ہوں کہ ہزارہا معجزات اب تک ظاہر ہو چکے ہیں۔''

(تحفۃ الندوۃ ص ۱۲ خزائن ص ۱۰۰ ج ۱۹)

۹:...... ''اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲)

دیکھئے نبی کے لئے وحی نبوت بھی ہونی چاہئے مرزا قادیانی اس کے متعلق لکھتا ہے:

۱۰:...... ''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۷ ج ۲۲)

ان حوالہ جات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور یہ امر طے شدہ ہے کہ:

''دعویٰ النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔'' (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۲۰۷ مصری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔ مرزا کے ان کفریہ دعاوی کو لاہوری گروپ بھی صحیح مانتے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کی طرح لاہوری بھی کافر ہیں۔ (مزید تفصیل ''احتساب قادیانیت'' ج اول میں مولانا لال حسین اخترؒ کی ترک مرزائیت اور ''تحفہ قادیانیت'' ج ۲ میں معرکہ لاہور و قادیان از حضرت لدھیانوی شہیدؒ ملاحظہ کریں)۔

سوال نمبر 9: عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دور صدیقیؓ سے دور حاضر تک جو خدمات سرانجام دی گئیں ہیں ان کا تذکرہ مختصر مگر جامع انداز میں تحریر کریں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی، بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس مسئلہ کے خلاف رائے دی امت نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے۔ دین کی نعمت کا اتمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ فرما دیا اور سب سے پہلے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ

میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال کر کے امت مسلمہ کو اپنے عمل مبارک سے کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمادیا۔

تحفظ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ

چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں جہاد کی غرض سے حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی سبق ہے، امت کے لئے خیر و برکت اور فلاح دارین اس سے وابستہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدۂ کا جان جوکھوں میں ڈال کر تحفظ کرے اور منکرین ختم نبوت کو ان کے انجام تک پہنچائے۔ امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے ایسے طور پر مشعل راہ بنایا کہ خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے ایک قاصد عم زاد ''حیال'' کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر اپنی نبوت منوانے کی دعوت دی۔ طلیحہ اسدی کے قاصد کی بات سن کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت فکر دامن گیر ہوئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ کے پہلے سپہ سالار کے لئے اپنے صحابی حضرت ضرار بن ازورؓ کا انتخاب فرمایا اور ان قبائل وعمال کے پاس جہاد کی تحریک کے لئے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قریب میں واقع تھے، حضرت ضرارؓ نے علی بن اسد سنان بن ابو سنان اور قبیلہ قضا اور قبیلہ بنو ورتا وغیرہ کے پاس پہنچ کر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا اور طلیحہ اسدی کے خلاف فوج کشی اور جہاد کی ترغیب دی۔ انہوں نے لبیک کہا اور حضرت ضرارؓ کی قیادت میں ایک لشکر تیار ہو کر واردات کے مقام پر پڑاؤ کیا دشمن کو پتہ چلا، انہوں نے حملہ کیا جنگ شروع ہوئی، لشکر اسلام اور فوج محمدی نے ان کو ناکوں چنے چبوا دیئے مظفر و منصور واپس ہوئے۔ ابھی حضرت ضرارؓ مدینہ منورہ کے راستہ میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔

(تلخیص ائمہ تلبیس ص ۱۷ ج ۱)

عہد صدیقیؓ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے اور بہت سے صحابہ بدریین تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی

کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کر دیا جائے۔عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۳۱۰ اور طبری تاریخ الامم والملوک کی جلد ۲ ص ۴۸۲) کے مطابق مرتدین کے احراق کا بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم فرمایا لیکن آپؓ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولیدؓ معاہدہ کر چکے تھے، معاہدہ اس طرح ہوا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کے ایک ساتھی مجاعہ کو گرفتار کر لیا تھا۔جنگ کے اختتام پر اسے قید سے رہا کر کے فرمایا کہ اپنی قوم کو قلعہ کھولنے پر تیار کرو۔مجاعہ نے جا کر عورتوں اور بچوں کو پگڑیاں بندھوا کر مسلح کر کے قلعہ کی فصیل پر کھڑا کر دیا اور حضرت خالدؓ کو یہ تاثر دیا کہ بہت سا لشکر قلعہ میں جنگ کے لئے موجود ہے۔حضرت خالدؓ اور مسلمان فوج ہتھیار اتار چکے تھے۔نئی جنگ کے بجائے انہوں نے چوتھائی مال واسباب پر مسیلمہ کی فوج سے صلح کر لی۔جب قلعہ کھول دیا گیا تو وہاں عورتوں اور بچوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے دھوکہ دیا۔اس نے کہا کہ اپنی قوم کو بچانے کی خاطر ایسا کیا۔باوجودیکہ یہ معاہدہ دھوکہ سے ہوا لیکن حضرت خالدؓ نے اس معاہدہ کو برقرار رکھا۔مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا تھا اور بدایہ کی روایت کے مطابق طلیحہ کے بعض ماننے والوں کی خاطر بزاخہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں، جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانہ میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا، ان میں سے بعض (طلیحی مرتدین) کو حضرت خالدؓ نے آگ میں جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا، اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا، یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کریں۔ (البدایہ ج ۲ ص ۱۱۲۶ اردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)

اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ باقی تمام فتنوں سے مباحثہ، مجادلہ، مناظرہ ومباہلہ وغیرہ ہوئے۔لیکن جھوٹے نبیوں سے تو گفتگو کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "وکذالو قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ من پیغامبرم یریدبہ پیغام می برم یکفر ولو انہ حین قال ھذہ المقالۃ طلب غیرہ منہ المعجزۃ قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لایکفر۔" (فصول:۱۳۰۰)

ترجمہ: "اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب

معجزہ بھی کافر ہو جائے گا، لیکن متأخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا۔"

اور خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۳۸۶ کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی میں امام عبدالرشید بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "**ولو ادعیٰ رجل النبوة و طلب رجل المعجزة قال بعضهم یکفر وقال بعضهم ان کان غرضه اظهار عجزه وافتضاحه لایکفر۔**"

ترجمہ: ''اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہا کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا۔"

چنانچہ امت کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی حکومت میں کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس سے دلائل ومعجزات مانگنے کی بجائے اس کے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو پاک کر دیا۔ ہمارے برصغیر پاک وہند میں انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بطور ''خود کاشتہ پودا'' آبیاری کی۔ مسلمان قوم مظلوم، محکوم، غلام تھی، لاچار امت کو قادیانی گروہ سے مناظرہ کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین، مقدمات ومناظروں، منبر ومحراب، عدالتوں واسمبلی، مکۃ المکرّمہ وافریقہ تک جہاں بھی کسی فورم پر قادیانی کیس گیا امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ راستہ مجبوراً اختیار کرنا پڑا، ورنہ شرعاً جھوٹے مدعی نبوت اور پیروکاروں کا وہی علاج ہے جو صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد زرین میں مسیلمہ کذاب کا یمامہ کے میدان میں کیا تھا، اور یقین فرمائیے کہ جب کبھی اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم ہوگی، سنت صدیقیؓ دھرائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو توفیق نصیب فرمائے۔

نوٹ:...... آج تک جو جھوٹے مدعیان نبوت ہوئے ان کی تفصیل ''ائمہ تلبیس'' (دو جلد) میں مولانا محمد رفیق دلاوریؒ نے قلمبند کی ہے۔ اس کی تلخیص ۲۲ جھوٹے نبی کے نام سے نثار احمد خان فتحی نے کی ہے ان کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات عیسیٰ علیہ السلام

سوال نمبر 1: سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے بارے میں اسلام، یہودیت، مسیحیت اور مرزائیت کا نقطہ نظر واضح کریں؟

جواب: **اسلام کا نقطہ نظر درباره حیات عیسیٰ علیہ السلام**

عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع ونزول کا عقیدہ بھی اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علماءِ امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث اور کتب علم کلام میں مکمل توضیحات وتشریحات کے ساتھ منقح فرمادیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے محض نفخہ جبرائیل سے پیدا ہوئے پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے، یہود نے ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا، آخرکار جب ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی، فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور وہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت سے ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن و حدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہوجائے گا، نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال وزر اتنا عام ہوگا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی؛ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کردیں گے۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزأ یہ ہیں

۱:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہی مسیح ہدایت ہیں، جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہو چکے ہیں۔

۲:...... یہود بے بہود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

۳:...... زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے۔

۴:...... وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

۵:...... قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہٖ وہی مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریمؑ) نزول فرما کر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نظر

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت ابھی نہیں آیا، اور عیسیٰ بن مریمؑ نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا، اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا، بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا، جیسا کہ ارشاد ہے: ”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ بن مريم رسول الله۔“ (سورۂ نساء آیت: ۱۵۷) ”اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)۔ دعویٰ قتل عیسیٰ بن مریم میں تو تمام یہود متفق ہیں، البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ سولی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

(محاضرہ علمیہ نمبر ۲ ص ۴ از حضرت قاری محمد عثمان صاحب)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسیحی نقطۂ نظر

اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مسیح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں، اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

۱:...... ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا، اور

سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

۲:...... دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل وصلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی میں، خدا بن کر آئیں گے، اور مخلوق کا حساب لیں گے۔ حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب کی قائل ہے، اور یہود وتمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے، یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔ (محاضرہ علمیہ نمبر ۴ ص ۴)

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد

مرزا قادیانی نے کتب ''ازالہ اوہام، تحفہ گولڑویہ، نزول مسیح اور حقیقت الوحی'' وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقی اسلام'' میں تحریر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ''اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی) نے مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی۔

۱:...... یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

۲:...... اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں، ناقل) موجود ہے۔

۳:...... کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا، اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

۴:...... بے شک مسیح کی آمدِ ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

۵:...... یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا کیا گیا، اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق صداقت کی آخری فتح مقدر ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے:

''میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور

دوسری صحاح میں درج ہیں۔و کفیٰ باللہ شھیداً۔"   (حقیقی اسلام ص:۲۹،۳۰)

سوال نمبر 2: مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی دست درازیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے آسمانوں پر اٹھالیا، آپ قرآن واحادیث صحیحہ کی روشنی میں اس عقیدہٗ کو ثابت کریں؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا:

دلیل ا:۔۔۔۔۔ارشادربانی:"اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمة ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون۔"   (آل عمران:۵۵)

ترجمہ:"جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جولوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں، ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں، روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی، سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا، ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔"

اس آیت کریمہ کے متصل ماقبل کی آیت کریمہ و مکروا و مکر اللہ میں باری تعالیٰ کی جس خفیہ وکامل تدبیر کی جانب اشارہ فرمایا گیا تھا۔اس کی تفصیل حسب بیان مفسرین آیت مذکورہ میں فرمائی گئی ہے۔اس محکم تدبیر کے وقوع سے پہلے ہی جب کہ یہود بے بہبود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے قیام کا محاصرہ کرکے قتل وسولی پر چڑھانے کا ناپاک منصوبہ بنارہے تھے، حضرت حق جل مجدہ نے ایسے خطرناک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دینے کے لئے بشارت دے دی کہ آپ کے دشمن خائب وخاسر رہیں گے، اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے گئے:

ا:۔۔۔۔۔ میں تجھے پوراپورا لے لوں گا۔

۲:۔۔۔۔۔اور تجھے اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا۔

۳:۔۔۔۔۔اور تجھے کفار (یہود) کے شر سے صاف بچالوں گا۔

۴:۔۔۔۔۔ تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے اس لئے فرمائے گئے کہ یہود کی سازش میں یہ تفصیل تھی کہ:

۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں۔

۲: اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں۔

۳: اور پھر خوب رسوا اور ذلیل کریں۔

۴: اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کریں کہ کوئی ان کا متبع و نام لیوا بھی نہ رہے۔

لہٰذا ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں **متوفیک** فرمایا، یعنی تم کو بھرپور لینے والا ہوں، تم میری حفاظت میں ہو، اور ارادۂ ایذاء وقتل کے مقابلہ میں رافعک الی فرمایا، یعنی میں تم کو آسمان پر اٹھالوں گا، اور رسوا اور ذلیل کرنے کے مقابلہ میں **مطھرک من الذین کفروا** فرمایا، یعنی میں تم کو ان یہود نا مسعود سے پاک کروں گا، رسوائی و بے حرمتی کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور آپ کی امت کو مٹانے اور دین مسیحی کو نیست و نابود کرنے والوں کے مقابلہ میں: ''**جاعل الذین اتبعوک ......الخ**'' فرمایا، یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر غلبہ دوں گا۔

توفی کے معنی: بہر حال پہلا وعدہ لفظ ''**توفی**'' سے فرمایا گیا ہے۔ اس کے حروف اصلیہ ''**وفا**'' ہیں، جس کے معنی ہیں پورا کرنا، چنانچہ استعمال عرب ہے **وفی بعھدہ** اپنا وعدہ پورا کیا۔ (لسان العرب)۔ باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں: **اخذ الشئی وافیاً** (بیضاوی) یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینا، توفی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے، جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں، موت، نیند اور رفع جسمانی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں: ''**قولہ (انی متوفیک) یدل علی حصول التوفی وھو جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت وبعضھا بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ (و رافعک الی) کان ھذا تعیینا للنوع و لم یکن تکراراً۔**'' (تفسیر کبیر زیر آیت **یعیسیٰ انی متوفیک ص ۷۲ جزء ۸**) ترجمہ: ''باری تعالیٰ کا ارشاد **انی متوفیک** صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے جس کے تحت کئی انواع ہیں کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالیٰ نے اس کے بعد **و رافعک الی** فرمایا، تو اس نوع کو متعین کرتا ہوا (رفع الی السماء) نہ کہ تکرار۔''

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ حالیہ و مقالید کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی رفع جسمانی الی السماء لینے کے لئے ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد **و رافعک الی** فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں اوپر اٹھالینا، کیوں کہ رفع، وضع، وخفض کی ضد ہے جس کے معنی نیچے رکھنا، اور پست کرنا، اور دوسرا قرینہ

ومطهرک من الذین کفروا ہے، کیونکہ تطہیر کا مطلب یہی ہے کہ کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔ چنانچہ ابن جریجؒ سے محدث ابن جریرؒ نے نقل فرمایا ہے:

"عن ابی جریج قوله (انی متوفیک ورافعک الی ومطهرک من الذین کفروا) قال فرفعه ایاه الیه توفیه ایاه وتطهیره من الذین کفروا۔" (تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۹۰) "کہ باری تعالیٰ کا ارشادِ گرامی متوفیک الخ کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔"

اور تیسرا قرینہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مرفوعہ ہے جس کو امام بیہقیؒ نے نقل فرمایا ہے، اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے:

"کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم" (کتاب الاسماء الصفات ص: ۲۰۳)

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے، اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا تو قرینہ کی احتیاج ہوگی

مثلاً:

"قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم۔" (الم سجدہ: ۱۱)

ترجمہ: "اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ تم کو قبض کرے گا ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے (یعنی تم کو مارے گا)۔"

اس میں ملک الموت قرینہ ہے، دیگر متعدد آیات میں بھی بربنائے قرائن توفی بمعنی موت آیا ہے، کیونکہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا، تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً: "وهو الذی یتوفکم باللیل" (انعام: ۶۰)

ترجمہ: "خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا لے لیتا ہے، یعنی سلا دیتا ہے۔"

یہاں لیل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے کیونکہ وہ بھی توفی (پوری پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔ یہ تمام تفصیلات بلغاء کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ کلیات ابوالبقاء میں ہے: "التوفی الاماتة وقبض الروح وعلیه استعمال العامة او الاستیفاء واخذ الحق وعلیه استعمال البلغاء" (کلیات ابوللبقاء: ۱۲۹)

یعنی عام لوگ تو توفی کو امانت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور بلغاء پورا پورا وصول کرنے اور حق لے لینے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

بہر حال زیر بحث آیت کریمہ میں بر بنائے قرائن توفی کے معنی قبض اور پورا پورا یعنی جسم مع الروح کو اپنی تحویل میں لے لینے کے ہیں' اماتت کے نہیں ہیں۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ قبض روح کی دو صورتیں ہیں، ایک مع الامساک اور دوسری مع الارسال، تو اس آیت میں توفی بقرینہ رافعک الی بمعنی نیند ہو سکتی ہے، اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ نینداور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے:

"(الثانی) المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالی الله (یتوفی الانفس حین موتها و التی لم تمت فی منامها) فجعل النوم وفاة و کان عیسیٰ قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا یلحقه خوف"

(خازن ص ۲۵۵ ج ۱)

دلیل ۲: ...... "**وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه**" (سورۃ نساء: ۱۵۷، ۱۵۸)

ترجمہ: "اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہودیوں کی جانب سے محاصرہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے زندہ رفع جسمانی کا جو وعدۂ خداوندی ہوا تھا، اس کے پورا ہونے کی اطلاع مذکورہ بالا آیات کریمہ میں دی گئی ہے۔

لفظ رفع کی تحقیق

رفع کے لغوی معنی اوپر اٹھانا بتائے جا چکے ہیں، المصباح المنیر میں مذکور ہے: "**فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی محمول علی مایقتضیه المقام**" (المصباح الہیہ ص: ۱۳۹) ترجمہ: "لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے، اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ "رفع" کے حقیقی و وضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو، یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کر دینا، ان حقیقی معنی کو جبکہ ان اختیار کرنے میں کوئی دشواری نہیں' جب کہ محاورات میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ مثلاً حضرت زینبؓ کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے: "**فرفع الی رسول الله صلی الله علیه**

وسلم الصبی۔" (مشکوۃ ص:۱۵۰) ترجمہ:"یعنی وہ لڑکا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔"

اور اہل زبان بولا کرتے ہیں: "رفعت الزرع الی البیدر" (قاموس، اساس البلاغۃ)

ترجمہ:"میں کھیت کاٹ کر اور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔"

بہرحال "بل رفعه الله" میں رفع جسمانی مع الروح تو یقیناً مراد ہے جو اس کا معنی حقیقی ہے کیونکہ "ہ" ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے جو جسد مع الروح کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا' جیسا کہ ارشاد ہے:

"ورفع ابویه علی العرش" (سورہ یوسف: ۱۰۰)

ترجمہ: "یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھا کر بٹھایا۔"

اور جہاں قرینہ پایا جائے گا وہاں لفظ رفع مجازاً صرف رفع منزلت کے معنی دے گا اس کے ساتھ رفع جسم کے معنی نہیں لئے جاسکتے کیونکہ حقیقت ومجاز کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسے ارشاد ہے: "ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات" (سورہ زخرف:۳۲) ترجمہ:"اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔"

بہرحال "بل رفعه الله" میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے، اس لئے یہاں صرف رفع منزلت کے معنی نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو سمجھنے کے لئے ایک آیت بھی کافی تھی مگر قرآن کریم میں دو جگہ صراحتاً لفظ رفع کے ساتھ اس کو بیان فرمایا گیا، لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ یہی رٹ لگاتا رہتا ہے کہ: "سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہو" (فسحقا لهم)۔

حالانکہ مذکورہ دو آیتوں کے علاوہ متعدد آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ بجسدہ کا مضمون ثابت ہے۔ مثلاً:

۱:۔۔۔۔"وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به" (نساء:۱۵۹)

۲:۔۔۔۔"وانه لعلم للساعة" (زخرف:۶۱)

۳:۔۔۔۔"ویکلم الناس فی المهد وکهلاً ومن الصالحین۔" (آل عمران:۴۶)

احادیث نبویہ سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت:

حدیث ۱: ......''عن النواس بن السمعانؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا بعث الله المسیح بن مریم فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهروذتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین......الخ فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله'' (مسلم ص۴۰۱ ج ۲ باب ذکر الدجال)

ترجمہ: ''حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے الخ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔''

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حد نگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مریں گے۔

حدیث ۲: ......''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم.'' (کتاب الاسماء والصفات للبیهقی ص: ۳۰۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا، جب کہ عیسیٰ بن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا'' (یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ باوجود نبی و رسول ہونے کے امام مہدی کی اقتداء کریں گے)۔''

<u>تنبیہ ۱:...... اس حدیث میں لفظ من السماء کی صراحت ہے۔</u>

<u>تنبیہ ۲:...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان الگ الگ شخصیتیں ہیں۔</u>

حدیث ۳: ......''قال الامام احمد حدثنا عفان ثنا همام انبأنا قتادة عن عبدالرحمن عن ابی هریرةؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الانبیأ اخوة لعلات امهاتهم شتی ودینهم واحدوانی اولیٰ الناس بعیسی بن مریم لانه لم یکن نبی بینی وبینه وانه نازل فاذا رائیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیه ثوبان ممصران کان رائسه یقطر وان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویدعوالناس الی الاسلام ویهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام

ویھلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال ثم تقع الامانة علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات لاتضرھم فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔"

(و کذا رواہ ابوداؤد کذا فی تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۸ زیر آیت و ان من اھل الکتاب، قال الحافظ ابن حجرؒ رواہ ابوداؤد احمد باسناد صحیح، فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶)

ترجمہ: "امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاءً علاتی بھائی ہیں مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے، اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ میانہ قد ہوں گے، رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا، ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے، اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی، صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اٹھائیں گے، سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کردے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا، پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہوجائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپ کے ساتھ کھیلنے لگیں گے، سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے، عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

حدیث ۴: ......"عن الحسن (مرسلاً) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمة" (اخرجہ ابن کثیر فی تفسیر آل عمران ج ۱ ص ۳۶۶) ترجمہ: "امام حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے،

زندہ ہیں اور وہی دن قیامت سے قبل واپس تشریف لائیں گے۔"

حدیث ۵: ...... "عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمسا و اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔"

(رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا، کتاب الاذاعہ ص ۷۷ امشکوۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے، (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے، قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔"

حدیث ٦: ......"حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال ثنا ابن ابی جعفر عن ابیہ عن الربیع فی قولہ تعالی (الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم) قال ان النصاریٰ اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخاصموہ فی عیسیٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبھتان لا الہ الا ھو لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لایکون ولد الاّ ھویشبہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا یموت و ان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئی یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلیٰ قال فھل یملک عیسیٰ من ذلک شیأً قالوا لا قال افلستم تعلمون ان اللہ عزوجل لا یخفی علیہ شئ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ۔ قال فھل یعلم عیسیٰ من ذلک شیا الا ما علم قالوا لا۔ قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء فھل تعلمون ذلک قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملتہ امرأۃ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدھا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یطعم الطعام ویشرب الشراب و یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال فکیف یکون ھذا کمازعمتم قال فعرفوا ثم ابوا

الا حجوداً فانزل الله عزوجل الم الله لا اله الا هو الحی القیوم." (تفسیر ابن جریر ص۱۶۳ ج۳)

ترجمہ: "ربیع سے "الم الله لا اله الا هو الحی القیوم" کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ ہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟ (مراد کہ اگر حضرت عیسیٰ کا باب نہیں تو ان کو اللہ ہی کا بیٹا کہنا چاہئے) حالانکہ خدا وہ ہے جو لاشریک ہے بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، انہوں نے کہا کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے (یعنی جب یہ تسلیم ہو گیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے) تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے اور بے چون و چگون ہے "لیس کمثله شئی ولم یکن له کفواً احد" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حی لایموت ہے یعنی زندہ ہے، کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں، بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا بے شک صحیح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم کرنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں، نصاریٰ نے کہا ہاں بے شک۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا عیسیٰ کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا؟ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے، نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے، نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے اور عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے ان کو جنا جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں، پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے، اور بول و براز بھی کرتے تھے، نصاریٰ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟" نصاریٰ نجران نے حق کو

خوب پہچان لیا مگر دیدہ ودانستہ اتباع حق سے انکار کیا، اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں: ''الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم.''

ایک ضروری تنبیہ: ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی، اس سے وہی مسیح مراد ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، جو حضرت مریم کے بطن سے بلاباپ کے نفخ جبرئیلؑ سے پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری۔ معاذ اللہ نزول سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو، ورنہ اگر احادیث نزول مسیح سے کسی مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہوتا تو بیان نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو ہریرہؓ کا آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ معاذ اللہ اگر احادیث سے نزول میں مثیل مسیح اور مرزا کا قادیان میں پیدا ہونا مراد ہے، تو لازم آئے گا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں مسیح کا ذکر آیا ہے سب جگہ مثیل مسیح اور مرزا قادیانی ہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول مسیح کو ذکر فرما کر بطور استشہاد آیت کو تلاوت کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود نہیں مسیح بن مریم کے نزول کو بیان کرنا ہے، جن کے بارے میں یہ آیت اتری، کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، اور علیٰ ہذا امام بخاری اور دیگر ائمہ احادیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورۂ مریم اور آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جن کی توفی (اٹھائے جانے) اور رفع الی السماء کا قرآن میں ذکر ہے۔ حاشا وکلا قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، دونوں جگہ ایک ہی ذات مراد ہے۔

ضروری نوٹ: ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی سو سے زائد احادیث منقول ہیں جن سب کو امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ذکر فرمایا ہے، ان میں سے مندرجہ بالا چھ احادیث کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ ہر حدیث قادیانیوں کے نظریہ کا رد ہے، مثلاً:

۱:...... پہلی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق کے شرقی مینارہ پر اترنا، فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر اترنا اور باب لد (جو فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے) پر دجال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔

۲:...... دوسری حدیث میں عیسیٰ ابن مریم کے آسمان سے اترنے کی صراحت ہے۔

۳:...... تیسری حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم جن کے اور میرے درمیان کوئی نبی

نہیں وہی نازل ہوں گے۔

۴:...... چوتھی حدیث میں ''لم یمت'' اور ''رجوع'' کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

۵:...... پانچویں حدیث میں نزول الی الارض کی صراحت ہے۔

۶:...... چھٹی حدیث میں ''یأتی علیہ الفناً'' کی تصریح ہے۔

ایک چیلنج: ...... کتب احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تو باب ہے، ساری کائنات کے قادیانی مل کر کسی حدیث کی کتاب سے وفات مسیح کا باب نہیں دکھا سکتے۔

فائدہ:...... حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اوّل قابل دید ہے۔

سوال نمبر 3: مرزائیوں کو اس مسئلہ سے کیوں دلچسپی ہے؟ مرزا تو مدعی نبوت ہے، پھر ان کو مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے کیا سروکار؟ وضاحت سے لکھیں؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی ابتداء میں خود حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل تھا اور قرآن مجید کی آیات سے مسیح علیہ السلام کی حیات پر استدلال کرتا تھا۔ ''یہ آیت (ھو الذی ارسل رسولہ) جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے، اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ج۱، روحانی خزائن ج۱ص ۵۹۳، ومثلہ بادنیٰ تغیر چشمہ معرفت در روحانی خزائن ج ۲۳ص:۹۱)

حیات مسیح علیہ السلام کا ابتدا میں مرزا قائل تھا، لیکن دعویٰ نبوت کے لئے اس نے بتدریج مراحل طے کئے، پہلے خادم اسلام، پھر مبلغ اسلام، مامور من اللہ، مجدد ہونے کے دعوے کئے، اصل مقصود دعویٰ نبوت تھا منصوبہ بندی یہ کی کہ پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جائے، مسیح بننے کے لئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکاوٹ تھا، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے وفات مسیح کا عقیدہ تراشا، پھر کہا چونکہ احادیث میں مسیح علیہ السلام کا آنا ثابت ہے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں، تو ان کی جگہ میں مثیل مسیح بن کر آیا ہوں، اور میں ان سے افضل ہوں، اس کا مشہور شعر ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۴ روحانی خزائن ص۲۴۰ ج ۱۸)

جب مرزا اپنے خیال فاسد میں مسیح بن گیا تو کہا کہ مسیح علیہ السلام نبی تھے تو اب مسیح ثانی (مرزا قادیانی) جو ان سے افضل ہے۔ وہ کیوں نبی نہیں؟ لہذا میں نبی ہوں، اس طرح دجل کر کے محض نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے اس نے وفات مسیح کا عقیدہ اختیار کیا۔ اصل میں وہ تدریجاً دعویٰ نبوت کی طرف جارہا تھا، تو یوں دجل در دجل کا مرتکب ہوتا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''میرے بعد جو نبوت کا دعویٰ کریں گے وہ دجال ہوں گے۔''

دجل: دھوکہ، تلبیس، حق و باطل کے اختلاط کا نام ہے، جو مرزا قادیانی میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ اس دجال اعظم، مفتری اکبر نے اپنے دجل سے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت و حیات مسیح علیہ السلام پر اپنے الحاد و زندقہ کی کلہاڑی چلائی۔ معاذاللہ۔

سوال نمبر 4:...... قال اللہ تعالیٰ: ''واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی '' اس کی صحیح تفسیر بیان کر کے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کو ثابت کریں، مرزائی ''توفی'' سے وفات مراد لیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی ''متوفیک'' کی تفسیر ''ممیتک'' منقول ہے۔ اور اس تائید میں مرزائی ''توفنا مع الابرار، توفنا مع المسلمین'' کو بھی پیش کرتے ہیں، ان تمام امور کا شافی جواب تحریر کریں؟

جواب: ''واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک '' سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہے، یہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ہے، نہ کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کی توفی وغیرہ کی کچھ بحث پہلے گزر چکی ہے مزید ملاحظہ ہو:

توفی کا حقیقی معنی:

الف:...... ''توفی'' کا حقیقی معنی موت نہیں، اس لئے کہ اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا، تو ضرور قرآن و سنت میں کہیں ''توفی'' کو ''حیات'' کے مقابل ذکر کیا جاتا، حالانکہ ایسا کہیں نہیں ہے، بلکہ ''توفی'' کو ''مادمت فیھم'' کے مقابلہ میں رکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ دیکھئے قرآن مجید میں جگہ جگہ موت و حیات کا تقابل کیا گیا ہے نہ کہ توفی و حیات کا۔ مثلاً الذی یحیی ویمیت، یحییکم ثم یمیتکم، ھو امات و احیی، لایموت فیھا ولایحییٰ، ویحي الموتی، اموات غیر احیأ، یحییٰ الموتی، یحیی الارض بعد موتھا، تخرج الحي من المیت و تخرج المیت من الحي، یہ تقابل بتاتا ہے کہ تعرف الاشیاء باضدادھا کے تحت حیات کی ضد موت ہے توفی نہیں۔ توفی کو

قرآن مجید میں مادمت فیھم کے مقابلہ میں لایا گیا: ''وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی ''۔ اس سے توفی کا حقیقی معنی سمجھا جاسکتا ہے کہ کیا ہے؟ اس کے لئے علامہ زمخشری کا حوالہ کافی ہوگا:

"اوفاہ، استوفاہ، توفاہ استکمال ومن المجاز توفی و توفاہ اللہ ادرکتہ الوفاۃ۔"

ترجمہ: ''اوفاہ، استوفاہ اور توفاہ کے معنی استکمال یعنی پورا لینے کے ہیں۔ توفی کو مجازاً موت کے معنی میں لیا جاتا ہے جیسے توفی اور توفاہ اللہ یعنی اس کی وفات ہوگی۔''

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں، البتہ مجازاً کہیں کہیں موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ب:...... اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں ''اماتت'' کی اسناد اپنی طرف ہی فرمائی، غیر اللہ کی طرف ہرگز نہیں کی، جبکہ ''توفی'' کی اسناد ملائکہ کی طرف بھی اکثر موجود ہے، یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ جیسے ''حتی اذا جاء احد کم الموت توفتہ رسلنا'' یہاں پر توفی کی اسناد ملائکہ کی طرف کی گئی۔

ج:...... توفی کا حقیقی معنی موت نہیں جیسے قرآن مجید میں ہے: ''حتیٰ یتوفھن الموت'' یہاں توفی اور موت کو مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اب اس کے معنی ہوں گے کہ ان کو موت کے وقت پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔ اگر توفی کا معنی موت ہو تو پھر اس کا معنی تھا کہ: ''یمیتھن الموت'' یہ کس قدر رکیک معنی ہوں گے، کلام الٰہی اور یہ رکاکت؟ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

د:......توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمی" (الزمر:۴۲) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نفسوں کو لے لیتا ہے ان کی موت کے وقت اور ان نفسوں کو جو نہیں مرے ان کو نیند میں لے لیتا ہے، پس وہ نفس جس کو موت وارد ہوتی ہے روک لیتا ہے اور دوسرے کو مقررمدت تک چھوڑ دیتا ہے۔''

۱:...... یہاں پہلے جملہ میں توفی نفس کو حین موتھا کے ساتھ مقید کیا ہے، معلوم ہوا توفی عین موت نہیں۔

۲:......اور پھر توفی کو موت اور نیند کی طرف منقسم کیا ہے، لہٰذا نصاً معلوم ہوا کہ توفی موت کے مغائر ہے۔

۳:......نیز یہ کہ توفی، موت اور نیند دونوں کو شامل ہے، نیند میں آدمی زندہ ہوتا ہے، اس کی طرف توفی کی نسبت کی گئی، توفی

بھی ہے اور آدمی زندہ ہے مرا نہیں۔ کیا یہ نص نہیں اس بات کی کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔

خلاصہ بحث: توفی کا حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں، ہاں البتہ کبھی مجازاً موت کے معنی میں بھی توفی کا استعمال ہوا ہے جیسے: ''توفنا مع الابرار، توفنا مسلمین، وغیرہ۔

ضروری تنبیہ : ...... اگر کہیں کوئی لفظ کسی مجازی معنی میں استعمال ہو تو ہمیشہ کے لئے اس کے حقیقی معنی ترک نہیں کر دیئے جائیں گے۔ اگر کوئی ایسے سمجھتا ہے تو وہ قادیانی احمق ہی ہو سکتے ہیں ورنہ اصول صرف یہ ہے کہ مجازی معنی وہاں مراد لئے جائیں گے، جہاں حقیقی معنی متعذر رہوں یا عیسیٰ انی متوفیک میں حقیقی معنی پورا پورا لینے کے لئے جائیں گے۔ اور توفنا مع الابرار میں مجازی معنی (موت) کے کئے جائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ اور حیات عیسیٰ علیہ السلام

الف:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پوری امت کی طرح حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول وحیات کی روایت کی ہیں۔ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، طبع ملتان'' کے ص ۱۸۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۴۵، ۲۷۳، ۲۷۹، ۲۸۴، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۲ پر دس روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے جمع فرمائی ہیں۔ من شاء فلیراجع۔

ب:...... متوفیک کے معنی ممیتک عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرنے والا راوی علی بن ابی طلحہ ہے۔

(تفسیر ابن جریر ص ۲۹۰ ج ۳)

علماءَ اسماءَ الرجال نے اس کے متعلق ضعیف الحدیث، منکر، لیس بمحمود المذهب کے جملے فرمائے ہیں اور یہ کہ اس نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی زیارت بھی نہیں کی، درمیان میں مجاہدؒ کا واسطہ ہے۔

(میزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۶۳، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۱۳)

رہا یہ کہ پھر صحیح بخاری شریف میں یہ روایت کیسے آ گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: امام بخاریؒ کا یہ التزام صرف احادیث مسندہ کے بارے میں ہے نہ کہ تعلیقات و آثار صحابہ کے ساتھ۔ چنانچہ فتح مغیث ص ۲۰ میں ہے: ''قول البخاری ماادخلت فی کتابی الا ماصح علی، مقصود به هو الاحادیث الصحیحة المسندة دون التعالیق والاثار الموقوفة علی الصحابة فمن بعدهم والاحادیث المترجمة بها و نحو ذلک۔'' ترجمہ: ''یعنی

امام بخاری کے اس فرمان کا مطلب کہ میں نے اپنی کتاب میں صرف وہی ذکر کیا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہے۔اس سے مرادصرف احادیث صحیحہ مسندہ ہیں باقی تعلیقات اورآثارموقوفہ وغیرہ اس میں شامل نہیں۔اس طرح وہ احادیث جو ترجمۃ الباب میں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی مرادنہیں ہیں۔"

ج:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری صحیح روایت میں اگرچہ توفی کے معنی موت منقول ہیں مگراسی روایت میں کلمات آیت کے اندر تقدیم وتاخیر بھی صراحتاً مذکور ہے جس سے قادیانی گروہ کی خودبخود تردید ہوجاتی ہے۔ "**اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر عن ابن عباسؓ قال قوله تعالیٰ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان**" (درمنثور ص:۳۶ج۲) ترجمہ:"یعنی ابن عساکراوراسحاق بن بشر نے (بروایت صحیح) ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف پھر آخرزمانہ میں (بعدنزول) آپ کوموت دینے والا ہوں۔"

د:......تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ ابن عباسؓ سے صحیح روایت منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیرقتل کے زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔

"**ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء هذا اسناد صحیح الی ابن عباس**" (تفسیر ابن کثیرج۱ص ۵۷۴زیرآیت بل رفعہ اللہ) ترجمہ:"عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روزن (روشن دان) سے (زندہ) آسمان کی طرف اٹھالئے گئے،یہ اسنادابن عباسؓ تک بالکل صحیح ہے۔"

سوال نمبر 5:......سورۂ آل عمران میں ارشادخداوندی ہے: "**ورافعک**" اورسورۂ نساء میں فرماتے ہیں: "**بل رفعه الله اليه**" دونوں مقامات پرقادیانی رفع سے مرادرفع روحانی یارفع درجات لیتے ہیں،آپ ان کے مؤقف کا اس طرح رد کریں جس سے قادیانی دجل تارتار ہوجائے اورحضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہو؟

جواب:...... یہ بات بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے کہ وہ کہیں **رافعک** اور **بل رفعه الله** میں رفع روح مراد لیتے ہیں، اور جب ان پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تمہارے (قادیانی) عقیدہ کے مطابق تو مسیح علیہ السلام صلیب سے اتر کرزخم اچھے ہونے کے بعد کشمیر چلے گئے اورستاسی سال بعدان کی موت واقع ہوئی،تو موت کے بعد رفع روح ہوا، حالانکہ یہ قرآن کے

اسلوب بیان کے خلاف ہے اس لئے کہ چاروں وعدوں میں سے تین وعدے جو براہ راست مسیح علیہ السلام کی ذات (جسم) مبارک سے تعلق رکھتے تھے۔ایک ہی وقت میں ایک ساتھ ان کا ایفاء ہوا۔تو قادیانی مجبوراً پھر اس سے فوراً رفع درجات پر آ جاتے ہیں جس طرح قادیانیوں کو ایمان کا قرار (سکون) نصیب نہیں اس طرح ان کے مؤقف کو بھی قرار نہیں وہ اپنا مؤقف بدلتے رہتے ہیں کبھی رفع روح مراد لیتے ہیں، کبھی رفع درجات مراد لیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں مؤقف غلط ہیں۔

۱:...... یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ''بل رفعہ اللہ'' کی ضمیر اسی طرف راجع ہے کہ جس طرف ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر کی طرف راجع ہیں۔روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔اس لئے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔روح کا قتل اور صلیب پر لٹکانا قطعاً ناممکن ہے۔لہٰذا ''بل رفعہ'' کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں راجع ہیں۔

۲:...... دوم یہ کہ یہود روح کے قتل کے مدعی نہ تھے بلکہ قتل جسم کے مدعی تھے اور ''بل رفعہ اللہ الیہ'' سے اس کی تردید کی گئی ہے۔لہٰذا بل رفعہ میں رفع جسم ہی مراد ہوگا، اس لئے کہ کلمہ بل کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لئے آتا ہے۔لہٰذا بل کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ: ''**وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحنہ بل عباد مکرمون**'' ولدیت اور عبودیت میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے، ''**ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق**'' مجنونیت اور اتیان بالحق (یعنی من جانب اللہ حق کو لے کر آنا) یہ دونوں متضاد اور متنافی ہیں یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔یہ ناممکن ہے کہ شریعت حقہ کا لانے والا مجنون ہو۔اسی طرح اس آیت میں یہ ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بل کا ماقبل ہیں وہ مرفوعیت الی اللہ کے منافی ہو جو بل کا بعد ہے اور ان دونوں کا وجود اور تحقق میں جمع ہونا ناممکن ہونا چاہئے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں محض روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا قتل جسمانی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔جیسا کہ شہداء کا جسم تو قتل ہو جاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے، لہٰذا ضروری ہوا کہ بل رفعہ اللہ میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلب کے منافی ہے، اس لئے کہ رفع روحانی اور رفع عزت اور رفعت شان قتل اور صلب کے منافی نہیں بلکہ جس قدر قتل اور صلب ظلماً ہوگا، اسی قدر عزت اور رفعت شان میں اضافہ ہوگا، اور درجات اور زیادہ بلند ہوں گے۔ رفع درجات کے لئے تو موت اور قتل کچھ بھی شرط نہیں۔رفع درجات زندہ کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔کما قال تعالیٰ:

"ورفعنالک ذکرک" اور "یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات" ہے۔

۳:...... یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کے مدعی تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ابطال کے لئے بل رفعہ اللہ فرمایا، یعنی تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا، یا صلیب پر چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا، نیز اگر رفع سے رفع روح بمعنی موت مراد ہے تو قتل اور صلب کی نفی سے کیا فائدہ؟ قتل اور صلب سے غرض موت ہی ہوتی ہے اور بل اضرابیہ کے مابعد کو بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء باعتبار ماقبل کے امر ماضی ہے۔ یعنی تمہارے قتل اور صلب سے پہلے ہی ہم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ بل جاءھم بالحق میں صیغہ ماضی اس لئے لایا گیا کہ یہ بتلا دیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کو لے کر آنا کفار کے مجنون کہنے سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔ اسی طرح بل رفعہ اللہ بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء ان کے مزعوم اور خیالی قتل اور صلب سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔

۴:...... جس جگہ لفظ رفع کا مفعول یا متعلق جسمانی شے ہوگی تو اس جگہ یقیناً جسم کا رفع مراد ہوگا، اور اگر رفع کا مفعول اور متعلق درجہ یا منزلہ یا مرتبہ یا امر معنوی ہو تو اس وقت رفع مرتبت اور بلندی رتبہ کے معنی مراد ہوں گے۔ کما قال تعالیٰ: "ورفعنا فوقکم الطور" اٹھایا ہم نے تم پر کوہ طور "الله الذی رفع السموت بغیر عمدا ترونها" اللہ ہی نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ "واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل" یاد کرو اس وقت کو کہ جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسمٰعیل ان کے ساتھ تھے۔ "ورفع ابویه علی العرش" یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ ان تمام مواقع میں لفظ رفع اجسام سے مستعمل ہوا ہے اور ہر جگہ رفع جسمانی مراد ہے اور ورفعنالک ذکرک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا اور ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ہم نے بعض کو بعض پر درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے بلند کیا۔ اس قسم کے مواقع میں رفعت شان اور بلندی رتبہ مراد ہے۔ اس لئے کہ رفع کے ساتھ خود ذکر اور درجہ کی قید یعنی قرینہ مذکور ہے۔

قادیانی اشکال: ایک حدیث میں ہے: "اذا تواضع العبد رفعه الله الی السماء السابعة" (کنز العمال ص۱۱۰ ج۳ حدیث نمبر ۵۷۲۰ بحوالہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق) ترجمہ: "جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھالیتے ہیں۔" اس حدیث کو خرائطیؒ نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں ابن عباسؓ سے روایت کیا

ہے۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۱۰ حدیث ۵۷۲۰)

اس روایت کو مرزائی بہت خوش ہو کر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ رفع کا مفعول جسمانی شے ہے اور الی السماء کی بھی تصریح ہے، مگر باوجود اس کے رفع سے رفع جسمی مراد نہیں بلکہ رفع معنوی مراد ہے۔

جواب:...... یہ ہے کہ یہاں مجاز کے لئے قرینہ عقلیہ قطعیہ موجود ہے کہ یہ اس زندہ کے حق میں ہے جو لوگوں کے سامنے زمین پر چلتا ہے اور تواضع کرتا ہے تو اس کا مرتبہ اور درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ساتویں آسمان کے برابر بلند اونچا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں رفع جسم مراد نہیں بلکہ رفع درجات مراد ہے۔ غرض یہ کہ رفع کے معنی بلندی رتبہ مجاز اُبوجہ قرینہ عقلیہ لئے گئے اور اگر کسی کم عقل کی سمجھ میں یہ قرینہ عقلیہ نہ آئے تو اس کے لئے قرینہ قطعیہ بھی موجود ہے، وہ یہ کہ کنز العمال میں روایت مذکورہ کے بعد ہی علی الاتصال یہ روایت مذکور ہے: "من يتواضع لله درجة يرفعه الله درجة حتى يجعله في عليين " یعنی جس درجہ کی تواضع کرے گا، اسی کے مناسب اللہ اس کا درجہ بلند فرمائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ تواضع کے آخری درجہ پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں جگہ دیں گے، جو علو اور رفعت کا آخری مقام ہے۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ درجہ کا مذکور ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے الحديث يفسر بعضه بعضا ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر اور شرح کرتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں، لیکن وہ رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے اور کبھی معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال اور افعال کا، اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا، وہاں رفع جسمی مراد ہوگا اور جہاں رفع اعمال اور رفع درجات کا ذکر ہوگا وہاں رفع معنوی مراد ہوگا۔ رفع کے معنی تو اٹھانے اور بلند کرنے ہی کے ہیں، باقی جیسی شے ہوگی اس کا رفع اسی کے مناسب ہوگا۔

۵:...... یہ کہ اس آیت کا صریح مفہوم اور مدلول یہ ہے کہ جس وقت یہود نے حضرت مسیح کے قتل اور صلب کا ارادہ کیا تو اس وقت قتل اور صلب نہ ہو سکا بلکہ اس وقت حضرت مسیح کا اللہ کی طرف رفع ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع جس کا بل رفعہ اللہ میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ کو پہلے سے حاصل نہ تھا بلکہ یہ رفع اس وقت ظہور میں آیا کہ جس وقت یہود ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور وہ رفع جو ان کو اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ اس وقت بجسدہ العصری صحیح و سالم آسمان پر اٹھا لئے گئے، رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھی اور وجيها في الدنيا و لآخرة و من المقربين کے لقب سے پہلے ہی سرفراز ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس آیت میں وہی رفع مراد ہو سکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادہ قتل کے وقت حاصل ہوا یعنی رفع جسمی اور

رفع عزت ومنزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا، اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

٦:...... یہ کہ یہود کی ذلت ورسوائی اور حسرت اور ناکامی اور عیسیٰ علیہ السلام کی کمال عزت ورفعت بجسدہ العصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھائے جانے ہی میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ نیز یہ رفعت شان اور علو مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں، زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ کما قال تعالیٰ: ''**یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجات**'' بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو باعتبار درجات کے۔

٧:...... یہ کہ اگر آیت میں رفع روحانی بمعنی موت مراد ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ: ''**ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق، ویقولون أئنا لتارکوا الھتنا للشاعر مجنون، بل جاء بالحق**'' ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کو لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے واقع ہوا اسی طرح رفع روحانی بمعنی موت کو ان کے قتل اور صلب سے مقدم ماننا پڑے گا، حالانکہ مرزا قادیانی اس کے قائل نہیں۔ مرزا قادیانی تو (العیاذ باللہ) یہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہو کر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصہ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر طویل مدت کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے زعم کے مطابق عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی: ''**وما قتلوہ بالصلیب بل تخلص منھم وذھب الی کشمیر واقام فیھم مدۃ طویلۃ ثم اماتہ اللہ ورفع الیہ**''۔

٨:...... یہ کہ رفع روحانی بمعنی موت لینے سے **وکان اللہ عزیزاً حکیماً** کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ عزیز اور حکیم اور اس قسم کی ترکیب اس موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی عجیب وغریب اور خارق العادات امر پیش آیا ہو، اور وہ عجیب وغریب امر جو اس مقام پر پیش آیا وہ رفع جسمانی ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے، وہ عزت والا اور غلبہ والا اور قدرت والا ہے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں اور نہ یہ خیال کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ہے، وہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، دشمنوں نے جب حضرت مسیح پر ہجوم کیا تو اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا کہ اپنے نبی کو آسمان پر اٹھالیا اور جو دشمن قتل کے ارادہ سے آئے تھے انہی میں سے ایک کو اپنے نبی کا ہم شکل اور شبیہ بنا کر انہیں کے ہاتھ سے اس کو قتل کرادیا اور پھر اس شبیہ کے قتل کے بعد

ان سب کوشبہ اور اشتباہ میں ڈال دیا۔
رفع کے معنی عزت کی موت نہ کسی لغت سے ثابت ہے نہ کسی محاورہ سے اور نہ کسی فن کی اصطلاح سے، محض مرزا قادیانی کی اختراع ہے۔البتہ رفع کا لفظ محض اعزاز اور رفع جسمانی کے منافی نہیں اعزاز اور رفع جسمانی دونوں جمع ہو سکتے ہیں نیز اگر رفع سے عزت کی موت مراد ہو تو نزول سے ذلت کی پیدائش مراد ہونی چاہئے، اس لئے کہ حدیث میں نزول کو رفع کا مقابل قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نزول کے یہ معنی مرزا قادیانی کے ہی مناسب ہیں۔
۹:...... رہا یہ امر کہ آیت میں آسمان پر جانے کی کوئی تصریح نہیں۔سو اس کا جواب یہ ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ (اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا) اس کلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ: ''**تعرج الملائکة والروح الیه**'' کے معنی یہ ہیں کہ: فرشتے اور روح الامین اللہ کی طرف چڑھتے ہیں یعنی آسمان پر۔ وقال تعالیٰ: ''**الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه**'' اللہ ہی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عمل صالح کو اوپر اٹھاتا ہے یعنی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔اس طرح بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہوگا، اور جس کو خدائے تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دی ہے وہ سمجھ سکتا ہے بل رفعہ اللہ الیہ کے یہ معنی کہ خدا نے ان کو عزت کی موت دی، یہ معنی جس طرح لغت کے خلاف ہیں اسی طرح سیاق وسباق کے بھی خلاف ہیں۔اس طرح کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح یہ منقول ہے: "**لما اراد الله ان یرفع عیسیٰ الی السماء**۔'' (تفسیر ابن کثیر ص۵۷۴ ج۱ زیر آیت بل رفعہ اللہ) ''جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا الی آخر القصہ''
اس کے علاوہ متعدد احادیث میں آسمان پر جانے کی تصریح موجود ہے وہ احادیث ہم نقل کر چکے ہیں۔
۱۰:...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''لہذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے، مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں: "**فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر**" (ازالہ اوہام ص۵۹۹ خورد، روحانی خزائن ص۴۲۴ ج۳)
مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ رفع سے ایسی موت مراد ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسے مقربین کی موت ہوتی ہے کہ ان کی روحیں مرنے کے بعد علیین تک پہنچ جاتی ہیں۔اس عبارت سے خود واضح ہے کہ بل رفعہ اللہ سے آسمان پر جانا مراد ہے۔اس لئے کہ علیین اور ''مقعد صدق'' تو آسمان ہی میں ہیں۔بہرحال آسمان پر جانا تو مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے۔اختلاف اس میں

ہے کہ آسمان پر حضرت مسیح بن مریم کی فقط روح گئی یا روح اور جسد دونوں گئے، سو یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں بجسدہ العنصری رفع مراد ہے۔

سوال نمبر 6: نزول مسیح کے دلائل ذکر کرتے ہوئے مرزا کے اس استدلال فاسدہ کا رد کریں کہ ''میں مثیل مسیح ہوں'' نیز ثابت کریں کہ نزول مسیح کا عقیدہ، عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں؟

جواب: **آیات قرآنیہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت**

نزول عیسیٰ کا مضمون دو آیتوں میں اشارتاً قریب بصراحت کے موجود ہے:

"وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته." (نساء: ۱۵۹)

ترجمہ: ''اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا۔''

"وانه لعلم للساعة" (زخرف: ٦١)

ترجمہ: ''اور بے شک وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔''

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: **"ونزول عيسىٰ من السماء كما قال الله تعالىٰ وانه اى عيسىٰ لعلم للساعة اى علامة القيامة و قال الله تعالىٰ و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته اى قبل موت عيسىٰ بعد نزوله عند قيام الساعة فيصير الملل واحدة و هى ملة الاسلام."** (شرح فقہ اکبر ۱۳۶) ترجمہ: ''آسمان سے نزول عیسیٰ قول باری تعالیٰ کہ عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں، سے ثابت ہے، نیز اس ارشاد سے ثابت ہے کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد اور موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے، پس ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی اور ملت ملت اسلام ہے۔''

بہر حال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ لیؤمنن بہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ ''ارشاد الساری'' شرح بخاری میں ہے: **"وان من اهل الكتاب احد الا ليؤمنن بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ وهم اهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح."** (ارشاد الساری ص ۵۱۸، ۵۱۹ ج ۵) ترجمہ: ''یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ کی

موت سے پہلے ایمان لے آئے گا، اور وہ اہل کتاب ہوں گے جوان (حضرت عیسیٰ) کے زمانہ (نزول) میں ہوں گے، پس صرف ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے اس پر جزم کیا ہے، اس روایت کے مطابق جو ابن جریر نے ان سے سعید ابن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔"

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر امت کا اجماع ہے

آیات کریمہ واحادیث مرفوعہ متواترہ کی بناء پر حضرات صحابہؓ سے لے کر آج تک امت کا حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ معتزلہ جو بہت سے مسائل کلامیہ میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں، ان کا عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ کشاف میں علامہ زمخشری نے اس کی تشریح کی ہے۔ چنانچہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں:

"حیٰوۃ المسیح بجسمہ الی الیوم و نزولہ من السماء بجسمہ العنصری ھما اجمع علیہ الامۃ وتواتر بہ الاحادیث۔"

ترجمہ: "تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہین، جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔"

یہ ایک سو سے زیادہ احادیث تیس صحابہ کرامؓ سے مختلف انداز سے مروی ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہؓ، (۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ، (۳) حضرت نواس بن سمعانؓ، (۴) حضرت ابن عمرؓ، (۵) حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، (۶) حضرت ثوبانؓ، (۷) حضرت مجمعؓ، (۸) حضرت ابوامامہؓ، (۹) حضرت ابن مسعودؓ، (۱۰) حضرت ابونضرہؓ، (۱۱) حضرت سمرہؓ، (۱۲) حضرت عبدالرحمٰن بن خبیرؓ، (۱۳) حضرت ابوالطفیلؓ، (۱۴) حضرت انسؓ، (۱۵) حضرت واثلہؓ، (۱۶) حضرت عبداللہ بن سلامؓ، (۱۷) حضرت ابن عباسؓ، (۱۸) حضرت اوسؓ، (۱۹) حضرت عمران بن حصینؓ، (۲۰) حضرت عائشہؓ، (۲۱) حضرت سفینہؓ، (۲۲) حضرت حذیفہؓ، (۲۳) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، (۲۴) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، (۲۵) حضرت ابوسعید خدریؓ، (۲۶) حضرت عمارؓ، (۲۷) حضرت ربیعؓ، (۲۸) حضرت عروہ بن رویمؓ، (۲۹) حضرت حسنؓ، (۳۰) حضرت کعبؓ۔

ان حضرات کی تفصیلی روایات "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں ملاحظہ کی جائیں۔ یہ کتاب درحقیقت زہری وقت

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ سابق صدر المدرسین دار العلوم دیو بند کی املا کردہ ہے، جس کو ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒمفتی اعظم پاکستان نے بہترین انداز میں مرتب فرما کر اہل اسلام کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ (فجزاہ اللہ وافیا) اور اس کتاب پر اس زمانہ کے محقق نامور عالم حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے تحقیقی کام کیا ہے اور مزید تلاش وجستجو کے بعد بیس احادیث کا اضافہ ''استدراک'' کے نام سے فرمایا ہے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مشمولہ تحفہ قادیانیت جلد سوم قارئین کیلئے مفید ہوگا۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے: حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہونا --- یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتیں۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۳۱)

اس سے چند سطریں پہلے مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں غلط ہیں ...... لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۳۰)

یہ الگ بات ہے کہ مرزا قادیانی ان احادیث کو توڑ مروڑ کر مسیح موعود کا مصداق اپنے آپ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مثیل مسیح کا قادیانی ڈھونگ: ایک بے سروپا بات ہے، پیدائش مسیح سے رفع تک اور نزول سے وفات تک وہاں کسی ایک بات میں مرزا قادیانی کو مماثلت نہیں۔ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ ساری عمر مکان نہیں بنایا، ساری عمر شادی نہیں کی، نزول کے بعد حاکم، عادل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، ان کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ صلیب پرستی کا خاتمہ ہو کر خدا پرستی رہ جائے گی، دمشق جائیں گے بیت المقدس جائیں گے، حج کریں گے، عمرہ کریں گے، مدینہ طیبہ حاضری دیں گے، نزول کے بعد پینتالیس سال زندہ رہ کر پھر وفات پائیں گے۔ یہ چند بڑی، بڑی علامات ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مرزا قادیانی میں نہ پائی جاتی تھی۔ اس کے باوجود دعویٰ مثیل ہونے کا کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں اور

کوئی ڈھٹائی ہوسکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں

مرزائیت کی تمام تر بنیاد دجل وفریب پر ہے۔ چنانچہ وہ اس جگہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک اعتراض پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف آوری کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوں گے یا نہیں؟ اگر وہ بحیثیت نبی آئیں گے تو ختم نبوت پر زد پڑتی ہے' اگر نبی نہیں ہوں گے تو ایک نبی کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے اور یہ بھی اسلامی عقائد کے خلاف ہے تو سنئے:

جواب:...... علامہ محمود آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے:

"و کونہ خاتم الانبیاء ای لا ینبأ احد بعدہ و اما عیسیٰ ممن نبیٔ قبلہ"

ا:...... آپ کے خاتم الانبیاءؑ ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا، عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جا چکے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری رحمت عالم کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت کے ساتھ اس دنیا میں سب سے آخر میں متصف ہوئے، اب کوئی شخص وصف نبوت حاصل نہیں کر سکے گا، نہ یہ کہ پہلے کے سارے نبی فوت ہو گئے۔

۲:...... پہلے حوالہ گزر چکا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد کہتا ہے حالانکہ اس کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ مرزا غلام قادر کے زندہ ہونے کے باوجود اگر مرزا کے خاتم الاولاد ہونے میں کوئی فرق نہیں آیا تو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے سے رحمت عالم کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

۳:...... ابن عساکر میں حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

''اخر ولدک من الانبیاء۔'' (کنز العمال ص۴۵۵ ج۱۱ حدیث نمبر ۱۳۹ بحوالہ ابن عساکر) ترجمہ: ''انبیاءؑ میں سے آپ کے آخر الاولاد ہیں۔''

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاءؑ میں سے آخر الاولاد ہیں، اور یہ معنی کسی نبی کے باقی رہنے کا معارض نہیں، ولہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاءؑ و خاتم الانبیاءؑ ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام

کے کسی طرح مخالف نہیں ہوسکتا۔

۴:......مرزا قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶ خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹ پر لکھتا ہے:

''ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال وتمام دورۂ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔''

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا قادیانی کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہ معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔ جس سے تین فائدے حاصل ہوئے، اول تو یہ کہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، اور مسیح علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔ دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے۔ تیسرے یہ بھی متعین ہوگیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ اس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بناء پر مرزا قادیانی مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے۔ مکرر واضح ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے صدیوں پہلے منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں۔

مذکورہ بالا اعتراض کا ایک عقلی جواب بھی سن لیجئے' ایک شخص کسی ملک کا فرماں روا ہے' وہ کسی دوسرے ملک کے سرکاری دورے پر جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ اپنی صدارت' بادشاہی یا وزارت عظمیٰ کے منصب سے معزول نہیں ہوا لیکن دوسرے ملک میں جا کر اس کا حکم نہیں چلے گا' وہاں پر حکم اسی ملک کے صدر یا وزیر اعظم کا چلے گا' اسی طرح پر حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ منصب نبوت سے معزول نہیں ہوں گے لیکن جیسا کہ قرآن پاک میں فرمادیا گیا ہے: ''و رسولاً الی بنی اسرائیل ''ان کی رسالت بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ اب امت محمدیہ میں ان کی نبوت کا قانون نافذ نہیں ہوگا۔ امت محمدیہ پر قانون سید الانبیاءً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نافذ ہوگا' یہ الگ بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد سے یہود کی بھی اصلاح ہو جائے گی اور نصاریٰ کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی۔ یوں وہ سب دین قیم (اسلام) کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے اور ''لیظهره علی الدین کله'' کا فرمان پورا ہو جائے گا۔

سوال نمبر 7: حضرت مہدی و مسیح علیہم السلام کی آمد اور دجال کے خروج کے متعلق اسلامی نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے، قادیانی تلبیس اور اس کا رد کریں۔

جواب:

مھدی علیہ الرضوان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی مندرجہ ذیل شناخت بیان کی گئی ہیں:

(۱) حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے، (۲) مدینہ طیبہ کے اندر پیدا ہوں گے، (۳) والد کا نام عبداللہ ہوگا، (۴) ان کا اپنا نام محمد ہوگا اور لقب مہدی، (۵) چالیس سال کی عمر میں ان کو مکہ مکرمہ حرم کعبہ میں شام کے چالیس ابدالوں کی جماعت پہنچانے گی، (۶) وہ کئی لڑائیوں میں مسلمان فوجوں کی قیادت کریں گے، (۷) شام جامع دمشق میں پہنچیں گے، تو وہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے ادا کریں گے، (۹) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی کل عمر ۴۹ سال ہوگی، چالیس بعد خلیفہ بنیں گے، سات سال خلیفہ رہیں گے، دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں رہیں گے، ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائیں گے، (۱۰) **ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون** (مشکوٰۃ: ۴۱۷) پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ تدفین کے مقام کے متعلق احادیث میں صراحت نہیں، البتہ بعض حضرات نے بیت المقدس میں تدفین لکھی ہے۔

اس ذیل میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا رسالہ ''**الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحہ**'' اور محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا رسالہ ''الامام المہدی'' ترجمان السنہ ج ۴ مشمولہ احتساب قادیانیت جلد چہارم میں قابل دید ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

(۱) اللہ رب العزت کے وہ جلیل القدر پیغمبر و رسول ہیں جن کی رفع سے پہلی پوری زندگی، زہد و انکساری، مسکنت کی زندگی ہے۔ (۲) یہودی ان کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ظالم ہاتھوں سے آپ کو بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا، (۳) قیامت کے قریب دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، (۴) دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی، (۵) دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہوں گے، (۶) پہلی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں

امامت کرائیں گے، (۷) حاکم عادل ہوں گے، پوری دنیا میں اسلام پھیلائیں گے، (۸) دجال کو مقام لد پر (جو اس وقت اسرائیل کی فضائیہ کا ایئربیس ہے) قتل کریں گے، (۹) نزول کے بعد پینتالیس سال قیام کریں گے، (۱۰) مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے، جہاں آج بھی چوتھی قبر کی جگہ ہے، فیکون قبره رابعاً. (تاریخ البخاری)

دجال کا خروج

(۱) اسلامی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں شخص (متعین) کا نام ہے، جس کی فتنہ پردازیوں سے تمام انبیاءؑ علیہم السلام اپنی امتوں کو ڈراتے آئے۔ گویا دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ پرور ہوگا جس کی خوفناک خدا دشمنی پر تمام انبیاءؑ علیہم السلام کا اجماع ہے، (۲) وہ عراق و شام کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا، (۳) تمام دنیا کو فتنہ وفساد میں مبتلا کردے گا، (۴) خدائی کا دعویٰ کرے گا، (۵) ممسوح العین ہوگا، یعنی ایک آنکھ چپٹیل ہوگی (کانا ہوگا)، (۶) مکہ مدینہ جانے کا ارادہ کرے گا، حرمین کی حفاظت پر مامور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا منہ موڑ دیں گے، وہ مکہ، مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، (۷) اس کے متبعین زیادہ تر یہودی ہوں گے، (۸) ستر ہزار یہودیوں کی جماعت اس کی فوج میں شامل ہوگی، (۹) مقام لد پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا، (۱۰) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حربہ (ہتھیار) سے قتل ہوگا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی قریباً ایک سو اسی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری تواتر سے ثابت ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"فتقرران الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترة."

(الاذاعہ ص ۷۷) ترجمہ: "چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔"

اور حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **"قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی! تواترت الاخبار بان المهدی من هذه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفه ذکر ذلک رد اللحدیث الذی اخرجه**

ابن ماجه عن انس و فيه و لا مهدی الا عیسی"۔ (فتح الباری ص ۳۵۸ ج ٦) ترجمہ: "ابوالحسن خسعی ابدیؒ نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ احادیث اس بارے میں متواتر ہیں کہ مہدی اسی امت میں سے ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے ابوالحسن خسعی نے یہ بات اس لئے ذکر فرمائی ہے تا کہ اس حدیث کا رد ہو جائے جو ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے جس میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔"

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے:

"عن جابر بن عبدالله قال قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تزال طائفة من امتی يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة قال فينزل عيسىٰ بن مريم فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا: ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة." (مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ ابن مریم واحمد ص ۳۴۵ ج ۳) ترجمہ: "حضرت جابر عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق کے مقابلہ میں جنگ کرتی رہے گی، دشمنوں پر غالب رہے گی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر میں عیسیٰ ابن مریم اتریں گے (نماز کا وقت ہوگا) مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا تشریف لائیے اور نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے: یہ نہیں ہوسکتا، اس امت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اکرام و اعزاز ہے کہ تم خود ہی ایک دوسرے کے امام و امیر ہو۔"

اس حدیث سے جہاں ایک جانب یہ ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام الگ الگ مقدس ہستیاں ہیں، دوسری جانب اس سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت وشرافت عظمیٰ بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرب قیامت تک اس امت میں ایسے برگزیدہ افراد موجود رہیں گے کہ اسرائیلی سلسلہ کا ایک مقدس رسول آکر بھی اس کی امامت کی حیثیت کو برقرار رکھ کر ان کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے جو اس بات کا صاف اعلان ہے کہ جس شرافت اور کرامت کے مقام پر تم پہلے فائز تھے آج بھی ہو۔ یہ واقعہ بالکل اس قسم کا ہے جیسا کہ مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت کی نماز حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا فرما کر امت کو گویا صریح ہدایت دے دی کہ میرے بعد امامت و اقتداء کی پوری صلاحیت ابوبکر صدیقؓ میں موجود ہے۔

سیدنا مسیح علیہ السلام اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق احادیث کی روشنی میں بیان کردہ علامات دیکھنی ہوں تو "التصریح

بما تواتر فی نزول المسیح ‘‘ کے آخر میں علامات قیامت اورنزول مسیح (مترجم مولانا مفتی محمد رفیع عثانی) اورحضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا رسالہ ’’مسیح موعود کی پہچان‘‘ دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور دجال لعین کے متعلق مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ یہ تین شخصیات ہیں:

’’اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۷، خزائن ص ۱۶۷ ج ۱۷)

تینوں مشرق میں ہوں گے، یہ تو قادیانی دجل کا شاہکار ہے، البتہ اتنی بات مرزا قادیانی کے اس حوالہ سے ثابت ہے کہ یہ تین شخصیات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

قادیانی مؤقف: لیکن قادیانی جماعت کی بدنصیبی اور ایمان سے محرومی دیکھئے' ان کا مؤقف ہے کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی ایک شخصیت ہے، اور وہ مرزا قادیانی ہے۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں، ان کے نام، کام، جائے نزول، جائے پیدائش، وقت ظہور، مدت قیام، عمر، دونوں علیحدہ تفصیلات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ لیکن قادیانی دجال اور اس کی جماعت کے دجل کو دیکھو سینکڑوں احادیث صحیحہ ومتواترہ کو چھوڑ کر ایک جھوٹی ووضعی روایت سے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ دیکھئے مرزا نے کہا: "ایھا الناس انی انا المسیح المحمدی و انی انا احمد المھدی۔" (خطبہ الہامیہ خزائن ص ۶۱ ج ۱۶) ترجمہ: ’’اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔‘‘

قاضی محمد نذیر قادیانی لکھتا ہے: ’’امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے۔‘‘ (امام مہدی کا ظہور ص ۱۶)

قادیانی مغالطہ: قادیانی گروہ دلیل میں ابن ماجہ کی روایت پیش کرتا ہے: "لا المھدی الا عیسیٰ بن مریم"۔

(ابن ماجہ ص ۲۹۲ باب شدۃ الزماں)

یہی قاضی محمد نذیر اس حدیث کے متعلق لکھتا ہے: ’’اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی المہدی ہے اور اس کے علاوہ کوئی ’’المہدی‘‘ نہیں ہے۔‘‘ یہ حدیث اولاً تو ضعیف ہے، ثانیاً اس کا مطلب وہ نہیں جو قادیانی سمجھاتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"حدیث لا مهدی الا عیسی بن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کما صرح به الجزری علی انه من باب لافتیٰ الا علیؓ." (مرقاۃ ص ۱۸۳ ج ۱۰) ترجمہ: ''حدیث لا مہدی عیسیٰ بن مریم باتفاق محدثین ضعیف ہے جیسا کہ ابن جزریؒ نے اس کی صراحت کی ہے، علاوہ ازیں یہ ''لافتی الا علیؓ'' کے قبیل سے ہے''۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی درجہ میں حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا وہی مطلب ہے جو لافتی الا علیؓ کا ہے۔ یعنی مہدی صفت کا صیغہ ہے اور اس کے لغوی معنی مراد ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ہدایت یافتہ عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔ بطور حصر اضافی جیسے ''لافتی الا علیؓ'' کے معنی اعلیٰ درجہ کے جوان اور بہادر حضرت علیؓ ہی ہیں۔

یہ مطلب لینا غلط ہے کہ جس شخصیت کا نام مہدی ہے، وہ عیسیٰ بن مریم ہی کی شخصیت ہے۔ خود مرزا قادیانی ایک اصول لکھتے ہیں:

''جس حالت میں تقریباً کل حدیثیں قرآن شریف کے مطابق...... ہیں پھر اگر بطور شاذونادر کوئی ایسی حدیث بھی موجود ہو جو اس مجموعۂ یقینیہ کے مخالف ہو تو ہم ایسی حدیث کو یا تو نصوص سے خارج کریں گے اور یا اس کی تاویل کرنی پڑے گی کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ ایک ضعیف اور شاذ سے وہ مستحکم عمارت گرا دی جائے جس کو نصوص بینہ فرقانیہ وحدیثیہ نے طیار کیا ہو۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۲۵، ۲۲۶)

اس اصول کی روشنی میں دیکھئے، مرزائیوں کی پیش کردہ ابن ماجہ کی روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اس لئے کہ نزول عیسیٰ کی مذکورہ بالا روایات صحیح متواترہ سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے نہ یہ کہ وہ دنیا میں کسی خاندان میں پیدا ہوں گے، جب کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں حدیث ہے:

۱:...... "سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمة". (ابوداؤد ص ۱۳۱ ج ۲ کتاب المہدی) ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا یعنی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے۔''

۲:...... "یواطی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی." (ابوداؤد: ص ۱۳۱ ج ۲ کتاب المهدی)

ترجمہ: ''جو میرا نام ہے وہی اس کا نام ہوگا، جو میرے باپ کا نام ہے، وہی اس کے باپ کا نام ہوگا۔''

اور حدیث مندرجہ ذیل نے معاملہ بالکل منقح کر دیا ہے۔

۴:......"کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اخرھا." (مشکوٰۃ ص ۵۸۳ باب ثواب ھذہ الامۃ) ترجمہ:"وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں، میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، درمیان میں مہدی، اور آخر میں مسیح علیہ السلام ہیں۔"

یہ حدیث اس مسئلہ میں ببانگ دہل اعلان کررہی ہے کہ مرزا قادیانی کا مؤقف صراحتاً دجل وکذب کا شاہکار ہے لیکن بے بصیرت وبے بصارت قادیانی گروہ کو یہ صاف صاف روایتیں بھی نظر نہیں آتیں اور پوری بے شرمی کے ساتھ مسیح ومہدی کے ایک ہونے کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ حالانکہ دونوں کے بارے میں روایات الگ الگ اور متواتر آئی ہیں۔

دجال

۱:...... رہا دجال کے متعلق قادیانی مؤقف، تو وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا۔ پہلے کہا کہ اس سے مراد پادری ہیں۔ اس پر سوال ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں رورہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی، میں نے عرض کیا کہ دجال کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلات بیان فرمائی: میں سن کر پریشان ہوگئی، اب خیال آتے ہی فوراً رونا آگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں موجود ہوا اور وہ آگیا تو تمہاری طرف سے میں کافی ہوں۔ اگر میری زندگی میں نہ آیا تو جو شخص سورۂ کہف کی آخری آیات پڑھتا رہے وہ اس سے محفوظ رہے گا۔ اگر پادری ہی دجال تھے، وہ تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا کیا مطلب ہوا؟

۲:...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد انگریز قوم ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر انگریز ہیں تو دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے تم تو "انگریز کے خودکاشتہ پودا" ہو۔

۳:...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد روس ہے، تو اس سے کہا گیا کہ دجال تو شخص واحد ہے، قوم مراد نہیں، اس نے کہا کہ دجال نہیں حدیث میں "رجال" ہے۔ یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے۔ اس کی تردید کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ابن صیاد کے مسئلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ میں اسے قتل کردوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (دجال) ہے تو "لست صاحبہ" تم اس کو قتل نہیں کرسکتے، اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔

ابن صیاد کی بابت کتب احادیث میں تفصیل سے روایات موجود ہیں۔نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دجال تلوار سے قتل ہوگا، نہ کہ قلم سے جیسا کہ قادیانیوں کا مؤقف ہے۔

خلاصہ:...... یہ کہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا مؤقف اسلام کے چودہ سو سالہ مؤقف کے خلاف ہے۔

سوال نمبر 8: مرزائی جن آیات وآثار کو عدم رفع اور وفات مسیح کے لئے پیش کرتے ہیں، ان میں سے تین کا ذکر کر کے ان کا شافی رد کریں؟

جواب: قادیانی استدلال ۱:

”وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔“ (مائدہ:۱۱۷)

مرزا بشیر الدین کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:

”اور جب تک میں ان میں (موجود) رہا' میں ان کا نگران رہا مگر جب تو نے میری روح قبض کر لی تو' تو ہی ان پر نگران تھا۔“ (ترجمہ قرآن مجید از مرزا بشیر الدین ص ۲۵۸)

وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اس آیت سے قادیانی استدلال کی بنیاد ان کے خیال میں بخاری شریف کی ایک تفصیلی روایت پر ہے جو مندرجہ ذیل ہے: **”انہ یجاء برجال من امتی فیوخذبھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح: وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم ...... الخ“** (بخاری ص ۶۶۵ ج ۲ کتاب التفسیر) ترجمہ: ”میری امت کے بعض لوگ لائے جائیں گے اور بائیں طرف یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب یہ تو میرے صحابی ہیں، پس کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کچھ کیا، پس میں ایسے ہی کہوں گا جیسا کہ عبد صالح یعنی عیسیٰؑ نے کہا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا، ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے بتمامہٖ بھرپور لے لیا تھا، اس وقت آپ نگہبان تھے۔“

تو ”توفی“ کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے کلام میں آتا ہے، اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توفی بصورت وفات ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی بصورت وفات ہوگی۔نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے۔معلوم ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔

جواب:...... اس تحریف کا جواب بھی معلوم ہو چکا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں یہ بمعنیٰ موت ہے، کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں توفی بطور اصعاد الی السماء پائی گئی ہے کیونکہ اس کا قرینہ **ورافعک الی** موجود ہے۔

جواب:...... اگر دونوں حضرات کی توفی ایک طرح کی ہوتی تو آپ یوں فرماتے: ''**فاقول ماقال، العبد الصالح**'' تو **فاقول کما قال العبد الصالح** فرمانا بتا رہا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں چونکہ تغایر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اصل مقصد ہر دو حضرات کا امت کے درمیان اپنی عدم موجودگی کو بطور عذر پیش کرنا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی غیر موجودگی توفی بمعنی اصعاد الی السماء سے بیان فرمائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی توفی بصورت موت بیان فرمائی ہے۔

جواب:...... رہا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا اقول اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قال ماضی کا صیغہ فرمایا۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی: سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیت نازل ہو چکی تھی اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول جو قیامت کے دن باری تعالیٰ کے سوال کہ: ''**ءَانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ**'' کے جواب میں فرمائیں گے، حکایت کیا گیا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام پہلے ہو چکے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بعد میں پیش آئے گا۔

قادیانی استدلال ۲:

''ومامحمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل افائِن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم .''

(آل عمران: ۱۴۴)

قادیانی ترجمہ: ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں، پس اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں، تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔''

اس آیت میں قادیانی گروہ خلو کو بمعنی موت لیتا ہے، اور من قبلہ کو الرسل کی صفت مانتا ہے، اور الرسل پر لام استغراق مانتا ہے۔ اس لئے استدلال کا حاصل یہ ہوا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں، تو بس مسیح علیہ السلام بھی ان میں آ گئے۔

جواب:......خلت، خلو سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی مکان سے متعلق ہونے کی صورت میں جگہ خالی کرنے کے، اور زمان سے متعلق ہونے کی صورت میں گزرنے کے آتے ہیں اور جن چیزوں پر زمانہ گزرتا ہے ان کو بھی تبعاً خلو سے موصوف کر دیتے ہیں۔

مثالیں:

ا:...... "واذا خلوا الی شیاطینهم." (بقرہ: ۱۴)

ترجمہ: "اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس۔"

۲:...... "بما اسلفتم فی الایام الخالیة." (سورہ حاقہ: ۲۴)

ترجمہ: "ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کئے ہیں۔"

۳:...... "تلک امة قد خلت" (بقرہ: ۱۴۱)

ترجمہ: "یہ ایک جماعت جو گزر چکی۔" (بیان القرآن)

بہر حال خلو کے معنی جگہ خالی کرنا خواہ زندہ گزر کر، یا موت سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے دلائل قطعیہ ہوتے ہوئے اس کو موت کے معنی میں لینا تحریف ہی تو ہے۔

جواب ۲:...... من قبلہ الرسل کی صفت نہیں ہے جس کے بعد معنی یہ ہوں کہ محمد سے پہلے کے تمام پیغمبر مر گئے کیونکہ یہ الرسل سے مقدم ہے بلکہ یہ خلت کا ظرف ہے، اب صحیح معنی یہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کئی رسول گزر چکے۔ "الرسل" پر لام تعریف جنس کا ہے کیونکہ استغراق کے معنی لینے کی صورت میں آیت کے جملوں میں تعارض لازم آئے گا، بایں طور کہ وما محمد الا رسول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رسالت ثابت کی، اور جب خلت من قبلہ الرسل میں الرسل استغراق کے لئے ہوا، اور من قبلہ کا ظرف ہونا ثابت ہو ہی چکا۔ تو اب ترجمہ یہ ہوگا کہ: جتنے اشخاص صفت رسالت سے موصوف تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اس سے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے لام جنس ماننا ضروری ہے۔

جواب:...... اور اگر "علی سبیل التنزل" قادیانی گروہ کی تینوں باتیں مان لی جائیں تو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ رسل کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوگی نہ کہ بطریق خصوص، اور اس صورت میں یہ آیت ان کی دلیل بننے کے

قابل نہیں رہے گی، کیونکہ علم اصول کی کتابوں میں اس قاعدہ مسلمہ کی تصریح ہے کہ کوئی امر خاص دلیل (تخصیص منقولی) سے ثابت ہو، تو اس کے خلاف عام دلیل سے تمسک کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہاں دلائل قطعیہ مخصوصہ سے حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کی جا چکی ہے۔

قادیانی استدلال ۳: ''ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین.'' (بقرہ:۳۶)

ترجمہ: ''(از مرزا) تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے یہاں تک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کرکے مر جاؤ گے۔''

اسی کے ساتھ مرزائی یہ آیت بھی پڑھتے ہیں: ''فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون'' (اعراف:۲۵) اور ان کے استدلال کا حاصل یہی ہے کہ انسانی زندگی یہیں زمین پر بسر ہونی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو چھوڑ کر کسی اور جگہ کیسے رہ سکتے ہیں؟ (دیکھئے ازالہ اوہام ص ۲۵۰)۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر لے جانے سے روکتی ہے، کیونکہ ''لکم'' جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے، اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا، زمین میں ہی رہے گا اور زمین میں ہی داخل ہوگا۔

جواب ۱:...... کسی مقام کا کسی کے لئے اصل جائے رہائش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عارضی طور پر کہیں اور نہ جا سکے آدمی ہوائی جہاز کا سفر کرتا ہے اور گھنٹوں فضا میں رہتا ہے تو کیا کوئی احمق کہہ سکتا ہے کہ قرآنی ضابطہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے ایک عرصہ سے خلانوری کا سلسلہ شروع ہے، جولائی ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ دو آدمیوں نے چاند پر پاؤں رکھے۔ اللہ کی قدرت کہ بہت سی چیزیں جو پہلے بعید از عقل معلوم ہوتی تھیں، سائنسی ایجادات کی بدولت وہ حقائق اور واقعات بن چکی ہیں، تو کیا کہا جائے گا کہ یہ خلائی سفر قرآنی آیات کے خلاف ہیں؟ اگر مرزا قادیانی کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ''جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا'' تو کیا نیل آرم اسٹرانگ اور ایڈون ایلڈرن اور ان کے بعد کئی اور آدمی کوئی فرشتے تھے کہ خلائی مسافت طے کرکے چاند تک پہنچے؟ تو آیت کریمہ کا ضابطہ اپنی جگہ پر درست ہے مگر اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے، کیونکہ وہ عارضی طور پر آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، بہر حال وہ بھی مقررہ وقت پر پھر زمین پر آئیں گے اور دیگر انسانوں کی طرح وفات پا کر زمین میں دفن ہوں گے۔

جواب ۲:...... علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ملائکہ سے مشابہت تھی، لہٰذا ان کو آسمان

پر اٹھایا جانا، اورزیر بحث آیت کے حکم سے ان کا خارج ہونا اپنے فطری مادہ کے اعتبار سے ہے۔رہی احادیث مبارکہ تو ایک صحیح حدیث قادیانی قیامت تک مسیح علیہ السلام کی وفات پر پیش نہیں کر سکتے، جو پیش کرتے ہیں یا موضوع ہیں یا مجروح ہیں یا مجہول ہیں، ایک بھی صحیح روایت وہ اپنے مؤقف پر پیش نہیں کر سکتے۔**فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار۔**

یہ ہیں قادیانی تحریفات کے چند نمونے، اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں شہادت القرآن کا مطالعہ کیا جائے، جو مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی تصنیف ہے، اس سے بھی زیادہ عام فہم کتاب حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت شیخ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی ہے، جو ''احتساب قادیانیت جلد دوم'' میں شامل ہے۔

سوال نمبر 9: رفع ونزول جسم عنصری کے امکان عقلی کو بیان کرتے ہوئے اس کے نقلی نظائر پیش کریں نیز رفع ونزول کی حکمتیں بیان کریں؟

جواب: مرزا قادیانی اوران کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ:۔

''عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا کر مدفون ہو چکے اور دلیل یہ ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔'' (ازالہ الاوہام ص ۴۷ ج ا تقطیع خورد روحانی خزائن ص ۱۲۶ ج ۳)

قرآن وسنت سے رفع ونزول نہ صرف ثابت ہے بلکہ اس کے نظائر بھی موجود ہیں، مثلاً:

ا:...... یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسماں سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے۔

۲:...... جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ممکن ہے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے''**ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم۔**''

۳:...... جعفرؓ بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے، اسی وجہ سے ان کو جعفر طیارؓ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے:

''**اخرج الطبرانی باسناد حسن عن عبداللہ بن جعفرؓ قال قالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هنیئاً لک ابوک یطیر مع الملائکة فی السماء.**''

(وكذافی فتح الباری ص ۶۲ ج ۷ زرقانی شرح مواھب ص ۲۷۵ ج ۲)
ترجمہ: ''امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بیٹے جعفرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفرؓ کے بیٹے عبداللہؓ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفرؓ، جبرئیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے) ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو باز و عطا فرما دیئے ہیں اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

وجعفرٌ الذی یضحی و یمسی

یطیر مع الملائکۃ ابن امی

ترجمہ: ''وہ جعفرؓ کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے۔''

۴:...... اور علیٰ ہذا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوہ بیر معونہ میں شہید ہونا، اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب ص ۷۸ ج ۲ میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرہ کے قاتل تھے وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا:

"دعانی الی الاسلام مارایت من مقتل عامر بن فھیرۃ و رفعه الی السماء"۔ ترجمہ: ''عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔'' ضحاکؓ نے یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"فان الملائکۃ وارت جثته و انزل فی علیین"**۔ ترجمہ: ''فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے''۔ ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقیؒ اور ابونعیمؒ دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں بیان کیا۔ (**شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للعلامۃ السیوطی** ص: ۱۷۴) اور حافظ عسقلانی نے اصابہ میں جبار بن سلمی کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

۵:...... واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خبیبؓ کی نعش اتارلانے کے لئے روانہ فرمایا۔عمرو بن امیہؓ وہاں پہنچے اور خبیب کی نعش کو اتارا دفعتاً ایک دھما کہ سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی،عمرو بن امیہ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا،اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا،اس روایت کو امام ابن حنبلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ص ۷۳ ج ۲)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خبیبؓ کو زمین نے نگلا اسی وجہ سے ان کا لقب بلیع الارض ہوگیا،اور ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھالے گئے۔ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ اور خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا۔انتہی۔

۶:......علماً انبیاً کے وارث ہوتے ہیں اولیاً کا الہام وکرامت انبیاً کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے:**ومما یقوی قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبیهقی والطبرانی وغیرهم من حدیث جابر ان طلحة اصیبت انامله یوم احد فقال حس فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو قلت بسم الله لرفعتک الملائکة والناس ینظرون الیک حتی تلج بک فی جو السماء شرح الصدور ص: ۲۵۸ طبع بیروت ۱۹۹۳ء سن طبع ...... واخرج ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت عن زید بن اسلم قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کهف جبل و کان اهل زمانه اذا قحطو استغاثوا به فدعا الله فسقاهم فمات فاخذوا رفی جهازه فبینا هم کذلک اذا هم بسریر یرفرف فی عنان السماء حتی انتهی الیه فقام رجل فاخذه فوضعه علی السریر فارتفع السریر والناس ینظرون الیه فی الهواء حتی غاب عنهم"** (شرح الصدور ص ۲۵۷ طبع بیروت ۱۹۹۳ء سن طبع)

ترجمہ:"شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے "حس" یہ لفظ نکلا۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے "حس" کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان کی فضا میں لے کر گھس جاتے......ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا،جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے

باران رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہوگیا، لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا، ایک شخص نے کھڑے ہوکر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا، لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا۔"

۷:...... اور حضرت ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک ص ۵۹۴ ج ۲ طبع بیروت)

مقصد ان واقعات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شانہ نے اپنے محبین و مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح و سالم فرشتوں سے آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے، تا کہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات و کرامات کی رسوائی و ذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔ ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے، نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تا کہ اس ملیک مقتدر کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنی خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔

نزول کی حکمتیں:

۱:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماً نے یہ بیان کی کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کردیا کما قال و قولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا۔ اور یہود اس کے متبع اور پیرو ہوں گے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تا کہ خوب واضح ہو جائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کردیا وہ سب غلط ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے ان کو قتل نہیں کرسکے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام صفحہ: ۳۵۷ جلد ۱۰ پر مذکور ہے۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تا کہ اس ملک کو فتح فرمائیں، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور قیامت سے کچھ روز پہلے شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے۔

۳:...... نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف مشیر ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے، اس لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام ونشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

۴:...... اور بعض علماً نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاً سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ کما قال تعالیٰ: لتؤمنن بہ ولتنصرنہ، اور انبیاً بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تا کہ جس وقت دجال ظاہر ہو اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد فرمائیں کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت واعانت کا جو وعدہ تمام انبیاً کر چکے ہیں وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃً اور باقی انبیاً کی طرف سے وکالۃً ایفا فرمائیں، **فافھم ذلک فانہ لطیف**۔

سوال نمبر 10: حیات مسیح پر قادیانی جو عقلی وساوس وشبہات پیدا کرتے ہیں ان میں سے تین کو ذکر کر کے ان کا جواب دیں؟

جواب:

قادیانی اشکال نمبر ۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں تو وہاں کھاتے کیا ہوں گے؟

جواب: ۱...... جب آدمی عالم دنیا سے عالم بالا میں پہنچ جاتا ہے تو پھر اس پر وہاں لوازمات روحانیہ طاری ہو جاتے ہیں اور دنیاوی عوارض اس کو لاحق نہیں ہوتے۔ یوں سمجھیں کہ اس دنیا میں جسم غالب، اُس جہاں میں روح غالب جسم مغلوب۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں کے حالات کے مطابق روحانی غذا ملتی ہے۔ پس وہ کیا کھاتے ہوں گے؟ یہ اشکال باقی نہ رہا۔

۲:...... اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا خود قرآن کریم میں مذکور ہے: ”**و لبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین و ازدادو تسعا۔**“ **(الکھف: ۲۵)**

۳:...... حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو شدید قحط ہوگا اور اہل ایمان

کو کھانا میسر نہ آئے گا، اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت اہل ایمان کا کیا حال ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یجزئهم مایجزی اهل السماء من التسبیح و التقدیس ''(مشکوٰۃ ص ۴۷۷) یعنی اس وقت اہل ایمان کو فرشتوں کی طرح تسبیح وتقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔

۴:......اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن کا صوم وصال، رکھتے اور یہ فرماتے: ''ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی ''(بخاری ص:۱۰۱۲ ج ۲) تم میں کون شخص میری مثل ہے کہ جو ''صوم وصال'' میں میری برابری کرے، میرا پروردگار مجھے غیب سے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے یہ غیبی طعام میری غذا ہے معلوم ہوا کہ طعام وشراب عام ہے خواہ حسی ہو یا غیبی ہو۔ لہٰذا وماجعلنهم جسدا لا یاکلون الطعام سے یہ استدلال کرنا کہ جسم عنصری کا بغیر طعام و شراب کے زندہ رہنا ناممکن ہے غلط ہے۔ اس لئے کہ طعام وشراب عام ہے کہ خواہ حسی ہو یا معنوی۔

۵:......حضرت آدم علیہ السلام اکل شجرہ سے پہلے جنت میں ملائکہ کی طرح زندگی بسر فرماتے تھے۔ تسبیح وتہلیل ہی ان کی خوراک تھی، پس حضرت مسیح علیہ السلام نفخہ جبرئیل سے پیدا ہونے کے باوجود جبرئیل امین کی طرح تسبیح وتہلیل سے زندگی کیوں نہیں بسر فرما سکتے؟ کما قال تعالیٰ: ''ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم ''(آل عمران:۵۹)، جو آدم علیہ السلام آسمانوں پر کھاتے تھے وہی عیسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

۶:......حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے ان کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد: ''فلولا انه کان من المسبّحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون ''(الصٰفٰت ۱۴۳،۱۴۴) اس پر صاف دلالت کرتا ہے کہ یونس علیہ السلام اگر مسبّحین میں سے نہ ہوتے تو اسی طرح قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے اور بغیر کھائے پیئے زندہ رہتے۔

قادیانی اشکال نمبر ۲

جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچ جاتا ہے وہ محض نادان ہو جاتا ہے، کما قال تعالیٰ: ''ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً۔'' (النحل:۷۰)

جواب ۱:......ارذل العمر کی تفسیر میں اسی یا نوے سال کی قید مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے لگائی ہے، قرآن وحدیث میں کہیں قید نہیں۔

۲:......اصحاب کہف تین سو سال تک کہیں نادان نہیں ہو گئے۔

۳:......اور علیٰ ہذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام صدہا سال زندہ رہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے علم اور عقل کا

زائل ہونا ناممکن اور محال ہے۔

قادیانی اشکال ۲

زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

جواب ۱:......سو جواب یہ ہے کہ حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے،اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں،علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔

۲:......جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارضی پر پھیل جاتا ہے حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶ فرسخ ہے جیسا کہ سبع شداد ص ۴۰ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ: جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے لہذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ لاکھ میل ہوئی۔

۳:......شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے؟

۴:......آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت، سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے' کما قال تعالیٰ:

”قال الذی عنده علم من الکتب انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی.“ (النمل : ۴۰)

۵:......اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی کما قال تعالیٰ: **”وسخرنا له الریح تجری بامره“**۔

۶:......آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ ہزار میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان لے آئے ہیں مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز بندہ کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا بحکم خداوندی اڑا کر لے جاتی تھی، کسی بندہ کے عمل اور صنعت کو اس میں دخل نہ تھا اس لئے وہ معجزہ تھا

اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

قادیانی اشکال ٤

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے، اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کس طرح صحیح و سالم گزر سکتا ہے۔'' (ازالہ الاوہام ص ۴۷ج اروحانی خزائن ص ۱۲۶ ج ۳)

نوٹ:...... یہ طبقۂ ناریہ اور کرۂ زمہریر وغیرہ قدیم فلاسفۂ یونان کے خرافاتی نظریات ہیں جو موجودہ سائنس کی رو سے بالکل غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ انسان کے چاند پر اترنے کے بعد وہاں زمینوں کی الاٹمنٹ شروع ہوگئی تھی۔ تو ان خلائی سفروں میں کہاں کا کرۂ نار اور کہاں کا طبقۂ زمہریر؟ آج کی پڑھی لکھی دنیا میں یونانی خرافات پیش کرنے کی کیا گنجائش ہے؟ اس کے علاوہ چلئے حضرات انبیأ علیہم السلام کی سوانح سے بھی اس کا جواب سن لیجئے:

جواب:ا:...... جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیلۃ المعراج میں اور ملائکہ اللہ کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریریہ سے مرور وعبور ممکن ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی عبور ومرور ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط اور نزول ہوا ہے، اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہبوط ونزول بھی ممکن ہے۔

۲:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے کما قال تعالیٰ: ''**اذ قال الحواریون یٰعیسی بن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدة من السماء (الی قوله تعالیٰ) قال عیسیٰ بن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لا ولنا واخرنا واٰیة منک وارزقنا وانت خیر الرازقین قال الله انی منزلها علیکم** ''، پس اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ سے گزر کر ہوا ہے۔ مرزا قادیانی کے زعم فاسد اور خیال باطل کی بنأ پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہوگیا ہوگا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات یہ سب شیاطین الانس کے وسوسے ہیں اور انبیأ ومرسلین کی آیات نبوت اور کرامات رسالت پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔

۳:...... کیا خداوند ذوالجلال عیسیٰ علیہ السلام کے لئے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ السلام کی طرح برداور سلام نہیں بنا سکتا؟ جبکہ اس کی شان یہ ہے:

''انما امره اذا اراد شیأ ان یقول له کن فیکون، فسبحان ذی الملک الملکوت والعزة الجبروت امنت بالله وکفرت بالطاغوت''.

ایک ایٹم بم حوالہ

اس بحث کو ختم کرنے سے قبل دو حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ پہلے حوالہ میں مرزا قادیانی صراحت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اقرار کرتا ہے، دوسرے حوالہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات آسمانوں پر مانتا ہے۔ ان حوالہ جات سے آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ جب کوئی مرزائی حیات مسیح پر اشکال کرے کہ مسیح علیہ السلام آسمانوں پر کیسے گئے تو فوراً آپ کہہ دیں کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام گئے تھے۔ وہ پوچھے عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کیا کھاتے ہوں گے، آپ کہہ دیں کہ جو موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔ حیاتِ مسیح پر تمام اشکالات کا حل اور الزامی جواب یہ حوالہ جات ہیں۔ مرزا لکھتا ہے:

ا:...... "بل حیات کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ عز و جل فلا تکن فی مریة من لقائہٖ. و انت تعلم ان ھذہٖ الایة نزلت فی موسیٰ فیھی الدلیل صریح علیٰ حیات موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل ھذہٖ الایات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتّٰی."

(حمامۃ البشریٰ ص ۵۵ روحانی خزائن ص ۲۲۱ ج ۷)

۲:...... "ھذا ھو موسیٰ فتیٰ اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن انہ حیّ فی السماء و لم یمت و لیس من المیتین." (نور الحق ص ۵۰ روحانی خزائن ص ۶۹ ج ۸)

ا:...... پس جب بھی قادیانی، حیات عیسیٰ پر اشکال کریں آپ اس کا الزامی جواب دے دیں جو حوالہ جات بالا سے ثابت ہے۔

۲:...... یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بدنصیب ایسا بدبخت شخص تھا جو ہر بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد جاری ہے، مرزا نے کہا جہاد حرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت بند ہے، مرزا نے کہا جاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، مرزا نے کہا کہ فوت ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے، مرزا نے کہتا ہے آسمان پر زندہ ہیں، تو جو شخص ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے وہ ابلیس سے بھی بڑا کافر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کذب مرزا

سوال نمبر 1:...... مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے مختصر حالات تحریر کریں جس میں اس کے دعویٰ نبوت تک پہنچنے کے تدریجی مراحل کا باحوالہ بیان ہو؟ وضاحت سے لکھیں۔

جواب:

نام ونسب: مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے:

''میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے، اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔'' (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۳۴ روحانی خزائن ص ۱۶۲، ۱۶۳ ج ۱۳)

تاریخ ومقام پیدائش: مرزا غلام احمد قادیانی کا آبائی وطن قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے اور تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔'' (کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

تعلیم: مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان میں ہی رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، جس کی قدرے تفصیل خود اس کی

زبانی ملاحظہ ہو:

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر (استاذ کا احترام ملاحظہ ہو...... ناقل) رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا

اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔'' (کتاب البریہ بر حاشیہ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳ روحانی خزائن ص ۱۷۹ تا ۱۸۱ ج ۱۳ بر حاشیہ)

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت: مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہو گیا، اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا، حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاً رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت ۴۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بہلا کر لے جانے والا مرزا امام الدین کس قماش کا تھا اس کے لئے درجہ ذیل تصریح ملاحظہ ہو:

''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۱۴ روایت ۱۲۷)

صداقتِ اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز: قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کیئے، اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی، جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے، لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ

صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے' جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

دعاوی مرزا

1880ء سے مرزا نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا، اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

۱:...... 1880ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲:...... 1882ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳:...... 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴:...... 1899ء میں ظلّی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

۵:...... 1901ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ: ''خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔''

(اربعین ۴ص ۱۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ اص ۴۴۵)

1882ء مجدد ہونے کا دعویٰ: ''جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ اص ۲۰۱)

1882ء مامور ہونے کا دعویٰ: ''میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔''

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶، و کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ در روحانی خزائن ج ۱۳ اص ۲۰۲)

1882ء نذیر ہونے کا دعویٰ: "الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤھم" (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے)

(تذکرہ ص ۴۴، ضرورۃ الامام ص ۳۱ در روحانی خزائن ص ۵۰۲، جلد ۱۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲ در روحانی خزائن ۲۱ ج ۶۶)

1883ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

"یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة یامریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق" ترجمہ: ''اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔" (تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ ص ۴۹۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح: ''مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۷۱، ۷۲ حاشیہ)

1884ء رسالت کا دعویٰ: الہام: "انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا"۔

(میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں)

(تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰/ دسمبر ۱۸۸۴ء، اربعین نمبر ۲ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

1886ء توحید و تفرید کا دعویٰ: الہام:...... ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔''

(تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

1891ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ: ''اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔'' (تذکرہ ص ۱۷۲ طبع سوم تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷)

1891ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ: الہام:...... "جعلناک المسیح بن مریم"

(ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔''

(تذکرہ ص ۱۸۶ طبع سوم ازالہ اوہام ص ۶۳۴ در روحانی خزائن ص ۴۴۲ جلد ۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ در روحانی خزائن ص ۲۴۰ جلد ۱۸)

1892ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ: الہام:...... "انما امرک اذا اردت شیاءً ان تقول له کن فیکون۔" "یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔"

(تذکرہ ۲۰۳، طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ در روحانی خزائن ص ۱۲۴ ج ۲۱)

1898ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ: "بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هو انت۔" ترجمہ: "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔" (تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجہ ص ۳ در روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

1898ء امام زماں ہونے کا دعویٰ: "سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔" (ضرورۃ الامام ص ۲۴ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

1900ء تا 1908ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ: "جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت و رسالت کا دعویٰ: ۱:...... انا انزلناه قریباً من القادیان ...... الخ ترجمہ: "ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔" (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴/ اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم)

۲:...... "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳:...... "میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ در روحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

۴:...... "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶ وضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴ در روحانی ج ۱۷ ص ۴۳)

۵:...... ''وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔'' (دافع البلاء ص ۵ در روحانی خزائن ص ۲۲۵، ۲۲۶ ج ۱۸)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ:

۱:...... ''قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللہ '' ترجمہ: ''اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔''

(اشتہار معیار الاخیار ص ۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ منقول از تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

۲:...... "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔"

ترجمہ: ''ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

۳:...... ''اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراً کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراً کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا، پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم'' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاً امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاً احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶ در روحانی خزائن ص ۴۳۵، ۴۳۶ ج ۱۷)

۴:...... ''یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔'' (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر)

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ اور روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

۵:۔۔۔۔۔۔''فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین۔" (انجام آتھم ص ۷۹ در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

(اعجاز احمدی ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص ۶۲ در روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے چند دعاوی جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ ان سبھی دعاوی کے صرف دو محرکات ہیں:

الف:۔۔۔۔۔۔مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے حکومت برطانیہ کی کاسہ لیسی کرنا۔

ب:۔۔۔۔۔۔مالیخولیا مراق کا اثر ظاہر ہونا۔

نوٹ: ۔۔۔۔۔۔ان ہی دو وجوہات کو عوام کے سامنے بیان کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی بتدریج بیان کرنے چاہئیں تاکہ عوام کا ذہن اس بات کو بآسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو کہ ان بلند بانگ دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت یا حقیقت پر نہیں بلکہ صرف صرف مادیت پرستی، بدعقلی اور کذب پر ہے۔

سوال نمبر 2: ایمان کی تعریف کریں؟ ضروریات دین کس کو کہتے ہیں؟ کفر کا کیا معنی ہے؟ ''کفر دون کفر" کسے کہتے ہیں؟ نیز کافر، ملحد، مرتد، زندیق اور منافق ہر ایک کی تعریف کریں اور بتائیں کہ قادیانی کس زمرہ میں داخل ہیں؟ لزوم کفر اور التزام کفر کو واضح کرتے ہوئے مرزائیوں کے اس شبہ کا جواب دیں کہ قادیانیوں کی تکفیر کرنے والوں نے آپس میں بھی ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے؟

جواب:

ایمان کی تعریف

لفظ ایمان امن اور امانت سے مشتق ہے، لغت میں ایمان ایسی خبر کی تصدیق کو کہتے ہیں کہ جس خبر کا ہم نے مشاہدہ نہ کیا ہو اور محض مخبر کی امانت اور صداقت کے بھروسہ اور اعتماد پر اس کو تسلیم کر لیا ہو، اور اصطلاح شریعت میں انبیاءؑ کرام علیہم السلام پر

اعتماد اور بھروسہ کرکے احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں' مثلاً فرشتوں کو بغیر دیکھے محض نبی اور رسول کے اعتماد پر ماننے کا نام ایمان ہے اور مرتے وقت فرشتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر ماننا یہ ایمان نہیں، کیونکہ یہ ماننا اپنے مشاہدہ پر مبنی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد اور بھروسہ پر نہیں۔واضح ہو کہ فقط یقینی علم کا نام ایمان نہیں بلکہ اپنے ارادے اور دل سے اس کو ماننا بھی ضروری ہے، جس کو تسلیم کہتے ہیں۔

نـــوٹ: اس موضوع پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ''اکفار الملحدین'' لاجواب کتاب ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اسی سے اکتساب کیا ہے۔دیکھئے احتساب قادیانیت جلد دوم۔

ضروریات دین کی تعریف

ضروریات دین اصطلاح شریعت میں ان قطعی اور یقینی امور کو کہا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر قطعی طور پر ثابت ہوں اور حد تواتر یعنی شہرت عام کو پہنچ چکے ہوں کہ عام طور پر مسلمان ان امور کو جانتے ہوں۔ایمان اور اسلام کے لئے ان امور کا تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے۔

تاویل وہاں معتبر ہے جہاں کوئی اشتباہ ہو اور قواعد عربیت اور قواعد شریعت میں اس کی گنجائش ہو' یعنی وہ تاویل کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو اور جو حکم شرعی ایسی دلیل سے ثابت ہو' جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہو' اس میں تاویل معتبر نہیں بلکہ ایسے امور میں تاویل کرنا انکار کے ہم معنی ہے۔

کفر کی تعریف

کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نبی کے بھروسہ اور اعتماد پر بے چوں وچرا تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی ایک بات کو نہ ماننا' جو ہمیں قطعی اور یقینی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہنچی ہو، اس چیز کو نہ ماننے کا نام کفر ہے۔قطعی اور یقینی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ دین کے احکام ہم تک دو طریق سے پہنچے ہیں، ایک بطریق تواتر اور ایک بطریق خبر واحد، تواتر اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک علی الاتصال اور مسلسل اس طرح پہنچی ہو کہ ہر دور میں ایک جماعت اس کو روایت کرے اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک نسلاً بعد نسل ہر زمانہ کے مسلمان اس کو نقل کرتے چلے آرہے ہوں۔ایسی شئی قطعی اور یقینی ہے جس میں احتمال خطا اور نسیان کا نہیں، ایسے قطعی اور یقینی اور متواتر امور کا انکار کفر ہے، اور جو امور خبر واحد سے ثابت ہوں ان کا انکار کفر نہیں۔

کفر دون کفر: کفر کا اطلاق کبھی کفر فرعی یعنی غیر اصلی پر بھی ہوتا ہے جیسے: ''سباب المسلم فسوق و قتاله كفر'' اس کو کفر دون کفر کہتے ہیں۔ ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت کہا گیا ہے نور کی مثال خالص دن اور کفر کی مثال خالص رات کی سی ہے۔ اب دن اور رات کے بعد درمیانی حصہ مثلاً صبح صادق وغیرہ نہ تو خالص دن ہے اور نہ خالص رات یہی مثال کفر دون کفر کی ہے۔

لزوم کفر: غیر ارادی طور پر کہیں ایسی بات کہہ ڈالی جو کفر یہ بات تھی، جیسے داڑھی کا مذاق اڑایا، مگر اسے ایسی بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ کفر ہے لیکن اس کے اس فعل سے کفر لازم آ گیا، اسے لزوم کفر کہتے ہیں۔

التزام کفر: ایک آدمی نے جان بوجھ کر کفر یہ کلمہ کہا جیسے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے، وحی نبوت جاری ہے، اگر جان بوجھ کر، عقیدۃً وارادۃً کہا تو کفر کا التزام کیا۔ لزوم کفر کم درجہ کا کفر ہے، التزام کفر شدید بلکہ اشد درجہ کا کفر ہے۔ تمام قادیانی ان کفر یہ عقائد و نظریات کا عقیدۃً وارادۃً ارتکاب کر کے التزام کفر کرتے ہیں۔ **فاؤلئک هم الكافرون حقا.**

کافر: لغت میں کفر انکار کو کہتے ہیں، اصطلاح شریعت میں کسی ایک شرعی قطعی حکم کے انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

ملحد و زندیق

جو امور بدیہی اور قطعی طور پر دین سے ثابت ہوں ان میں تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا' جو اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوں' قرآن کریم میں اس کا نام الحاد اور حدیث میں اس کا نام زندقہ ہے، اور اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو الفاظ تو اسلام کے کہے، مگر ان کے معنی ایسے بیان کرے جس سے ان کی حقیقت ہی بدل جائے' جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے فقط دعا اور ذکر کے معنی مراد ہیں، اور اس خاص ہیئت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں، اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس مراد ہے، ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار کا دینا مراد نہیں۔

غرض زندیق وہ ہے جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

زندیق کا حکم: زندیق کے بارے میں امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ: اس کی توبہ قبول نہیں، کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور کتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے، یہ جرم ناقابل معافی ہے، اس پر قتل کی سزا ضرور

جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قادیانی زندیق ہیں۔ (تحفہ قادیانیت ص ۶۶۷، ۶۶۸ ج اول)

مرتد

ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں، اور اصطلاح شریعت میں ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کا نام ارتداد ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ "مفردات" میں ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "هو الرجوع من الاسلام الى الكفر" (اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے)۔

مرتد کا حکم: چاروں فقہوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر مرتد ہو جائے یعنی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ' اسلام سے پھر جائے۔ اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے، اور اسے سمجھایا جائے، اگر بات اس کی سمجھ میں آ جائے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے، تو بہت اچھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے، یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے اور اس میں ہمارے ائمہ دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

منافق

منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ موٹ اسلام کا اقرار کرتا ہو۔ منافق لوگ عہد نبوت میں ہوتے تھے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں' یا مومن یا کافر (کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا' اب کسی کے دل کا حال کیسے معلوم ہو؟)

قادیانیوں کا حکم: قادیانی زندیق ہیں، وہ اپنے کفر خالص یعنی قادیانیت کو عین اسلام کہتے ہیں، اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو عین اسلام ہے، اسے عین کفر کہتے ہیں' قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا، ان کا عام کافر کا حکم نہیں ہوگا' اس لئے کہ ان کا یہ جرم' یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا، ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں، خواہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں، یعنی قادیانی اور زندیق بنے ہوں، یا ان کے بقول پیدائشی قادیانی ہوں، قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے، یعنی مرتد اور زندیق کا، کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں، اور اپنے دین کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے، خواہ وہ اسلام

کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو، اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے کہ بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔ (تفصیل کیلئے ''کافر کون؟ مسلمان کون؟'' رسالہ از حضرت کاندھلویؒ مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم ملاحظہ ہو)

مسلمانوں کی باھم تکفیر بازی

قادیانی اپنے کفر بواح سے توجہ ہٹانے کے لئے مغالطہ دیتے ہیں کہ جو علماً ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے فتوؤں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس مغالطے کے جواب کے لئے درجہ ذیل امور ملاحظہ ہوں:

ا:...... علماء کا کام کافر بنانا نہیں کافر بتانا ہے۔ باقی غیر محتاط حضرات کے فتویٰ کے بارے میں عرض ہے کہ امت کے باہمی تکفیر کے یہ تمام فتویٰ اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے، اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماً نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے، جو اس قسم کے فتووں میں روا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا معدودے چند متشددین، عجلت پسند اور غیر محتاط افراد کے چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک ایسا عنصر رہا ہے، جس نے دوسرے مکتب فکر کی مخالفت میں اتنا تشدد روا رکھا ہے کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے۔ لیکن اسی مکتب فکر میں بڑی تعداد ایسے علماً کرام کی رہی ہے۔ جنہوں نے ان اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے۔

۲:...... مسلمان مکاتب فکر کا باہمی اختلاف واقعات کا اختلاف ہے' قانون کا اختلاف نہیں' جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے، تو ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں ان چند متشددین کے باہمی نزاعی فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے۔ ان مسلمان فرقوں کی باہمی فرقہ بندیوں کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کیا گیا ہے اور ان کے اختلافات کا شور مچا مچا کر قادیانیوں جیسے باطل طبقات نے اپنے کفریہ، باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں، ورنہ یہی وہ مسلمان فرقے تھے:

الف:...... جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیاد طے کرنے کے لئے جمع ہوئے تو کسی ادنی اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے، جن کو ''بائیس نکات'' کہا جاتا ہے۔

ب:……۱۹۵۲ء میں پاکستان کے مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترجیحات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اکٹھے ہوکر متفقہ سفارشات پیش کیں، جبکہ یہ کام پہلے سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا۔

ج:……۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں انہی تمام مکاتب نے متفقہ مؤقف اختیار کیا۔

د:……۱۹۷۲ء میں دستور پاکستان (جو ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا) میں اسلامی شقوں کو درج کرانے کے لئے یہ تمام مکاتب فکر اکٹھے ہوئے۔

ہ:……۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں یہ تمام مکاتب فکر یک جان و یک زبان متفق و متحد نظر آتے ہیں، اس طرز عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں:

اول:…… یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے ان متشددین کی انفرادی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوم:…… یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے جو ان اختلافات کو اپنے دائرے میں رکھتا ہے۔ اور آپس کے اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا، ورنہ اس قسم کے تمام مکاتب فکر کے باہمی اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

سوم:…… یہ کہ اسلام کے وہ بنیادی عقائد جو واقعتاً کفر و ایمان میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

۳:……اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جاسکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا؟ اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا؟

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کرکے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ اور کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے کبھی غلطی نہیں ہو جاتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان بشرطیکہ وہ عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو' یہ کہہ سکتا ہے کہ: ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہونی چاہئے؟ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں کو تالے لگادیئے جائیں، یا ججوں کا فیصلہ ہی نہ مانا جائے؟ کیا مکانات اور سڑکوں کی تعمیرات میں انجینئرز غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ کہ اگر چند جزوی نوعیت کے فتووں میں بے

احتیاطیاں ہوئیں تو اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اب اسلام وکفر کے فیصلے قرآن وسنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔علامہ اقبال نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کیا خوب بات کہی کہ:

''مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں، اگر چہ وہ دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہوں۔'' (حرف اقبال ص ۱۲۷ مطبوعہ المنار اکادمی لاہور ۴۷)

سوال نمبر 3:...... قادیانیوں کی وجوہ تکفیر کون کون سی ہیں؟ کیا قادیانی اہل قبلہ شمار ہوتے ہیں، نیز بتائیں کہ قادیانی اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟ قادیانیوں کا حکم کیا ہے؟ قادیانی اگر مسجد بنائیں یا مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کریں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر

شہرۂ آفاق مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے چھ وجوہ کفر متعین فرمائے تھے:

۱:...... ختم نبوت کا انکار۔

۲:...... دعویٰ نبوت، اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے پہلے انبیاءؑ کی تھی۔

۳:...... ادعائے وحی، اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۴:...... عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔

۵:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین۔

۶:...... عام امت محمدیہ کی تکفیر۔ (روئیداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ص ۱۲۷ ج ۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں، جس میں ہزاروں کفر موجود ہیں، اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ: ''حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔'' (احتساب قادیانیت ج ۲ ص ۱۱)

اب ہم ذیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف سے متعین کردہ وجوہ کفر وارتداد قادیانیت پر مختصراً دلائل عرض کرتے ہیں:

۱: ...... ختم نبوت کا انکار:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث کے تواتر اور امت کے اجماع سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا انکار ختم نبوت کی صریح دلیل ہے، جبکہ ختم نبوت کا منکر قطعی کافر ہے، اس سلسلہ میں ایک حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

"وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ، واجمعت علیہ الامت فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔" (روح المعانی ج ۸ ص ۳۹ زیر آیت خاتم النبیین)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے اور احادیث نے کھول کر سنا دیا اور اس پر امت کا اجماع ہے، پس اس کے خلاف جو دعویٰ کرے کافر ہو جائے گا، اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔"

۲:...... مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

۱:...... "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲:...... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔" (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۳:...... "صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔" (حقیقت الوحی ص ۱۵۰ خزائن ص ۱۵۴ ج ۲۲)

۴:...... "قل یا ایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔" (تذکرہ ص ۳۵۲ مجموعہ الہامات مرزا)

۵:...... "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً کما ارسلنا الی فرعون رسولا"۔

(مجموعہ الہامات مرزا تذکرہ ص ۶۱۰)

۳:...... ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا:

۱:...... "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰ خزائن ص ۲۲۰ ج ۲۲)

۲:...... "آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطاء
ہمچوں قرآن منزہ اش دانم

از خطاہا ہمیں است ایمانم

بخدا ہست ایں کلام مجید

از دہان خدائے پاک و وحید

و آن یقین کلیم بر تورات

آن یقین ہائے سید سادات

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین

ہر کہ گوید دروغ ہست لعین''

ترجمہ: ''جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں، قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو یقین عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی وحی پر، موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔'' (نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ص ۴۷۷ ج ۱۸، از مرزا قادیانی)

۳:...... ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ص ۱۴۰ ج ۱۹ از مرزا قادیانی)

یہاں پر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر صرف تین حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے، اور تیسرے حوالہ میں مرزا قادیانی نہ صرف اپنی وحی کو قرآن کی سطح پر لایا ہے بلکہ اس نے احادیث کی بھی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

٤:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

۱:...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔'' (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸ از مرزا قادیانی)

۲:...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

۳:...... ’’اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔‘‘

(کشتی نوح ص ۵۶ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۶۰)

۴:...... ’’خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں، اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۵ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱)

آخری حوالہ میں عبارت کے اس حصہ پر بھی توجہ فرمائیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا‘‘ کیا نعوذ باللہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کی کتاب تھی؟ ایسا کہنا بذات خود مستقل کفر ہے۔

۵: ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

مرزا نے اپنی تصنیفات میں تقریباً تمام انبیاً کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین و تنقیص کی ہے۔ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں اور توہین پر مشتمل مرزا کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱:...... ’’میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ’’وآخرین منھم لما یلحقوا بھم‘‘ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام ’’محمد‘‘ اور ’’احمد‘‘ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)

۲:...... ’’اس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ص ۱۸۳ ج ۱۹)

۳:...... ’’مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں (مرزا) ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۴ خزائن ص ۴۴۵، ۴۴۶ ج ۱۷)

۴:...... ’’اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف

اور وجود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا (مرزا) وجود اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی: **آخرین منھم** کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ص ۲۵۸، ۲۵۹ ج ۱۶)

۵:...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذباللہ) محمد رسول اللہ ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے: "**محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار** " اس وحی میں میرا (مرزا) کا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)

۶:......امت محمدیہ کی تکفیر:

(۱)......"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۷ طبع سوم از مرزا قادیانی)

(۲)......"کفر دو قسم پر ہے اول یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوم یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے، اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے، پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ خزائن ص ۱۸۵ ج ۲۲)

اسی طرح مرزا محمود اور مرزا بشیر احمد غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والوں کے بارے میں لکھتا ہے:

(۳)......"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود ابن مرزا قادیانی)

(۴)......"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

قادیانی اور اہل قبلہ: اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے، اور شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں، ہم اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ کسی موجب کفر قول یا فعل کا ارتکاب نہ کریں جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو سچا مانتے ہوں' وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں، اہل قبلہ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو، وہ اہل قبلہ ہے' چاہے وہ کسی قطعی حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو' کیونکہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو مسیلمہ کذاب بھی پڑھتا تھا۔ لہذا اہل قبلہ وہ کہلائیں گے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں وہ اہل ہیں۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق

جو لوگ دین اسلام کے منکر ہیں، وہ کافر ہیں جیسے عیسائی، یہودی لیکن قادیانیوں اور عیسائیوں، یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں، مگر ان کے نبی عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں مگر ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں ان کا نبی بھی جھوٹا تھا، اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور نہ اس کے پیروکاروں کو۔ جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے جو صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا وجود اسلام کو قبول نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے ''قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق'' مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اوّل از حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا مطالعہ کریں)

قادیانی عبادت گاہ

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ منافقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر ایک اڈہ قائم کیا تھا۔ جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے انہدام و احراق کا حکم دیا تھا۔ جب اسلام نے منافقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندیقوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا

جاسکتا ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ ”قادیانی اور تعمیر مسجد“ مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم

جس طرح کسی ہندو، یہودی، عیسائی اور چوڑھے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔اسی طرح کسی قادیانی مردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں، اگر وہ چوری چھپے دفن کر دیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال باہر کرنا ضروری ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے ”قادیانی مردہ“ تحفہ قادیانیت جلد اول)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے احکام لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

کفر کے دنیوی احکام

۱:...... ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو، یعنی کافروں کو خدا کا دشمن سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔کافروں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات کی ممانعت اور حرمت صراحتاً مذکور ہے اور علماً نے کافروں سے ترک موالات پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

۲:...... کافروں سے مناکحت حرام ہے۔

۳:......کافر، مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

۴:......کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

”لا تصل علی احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وما توا وهم فاسقون“

ترجمہ:”اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان۔“

۵:...... مسلمان کے جنازہ میں کافر کو شرکت کی اجازت نہیں، وہ وقت طلب رحمت کا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

۶:...... مردہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں اگرچہ قریبی رشتہ دار ہوں، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

”ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ ......الا یة“

ترجمہ: ''لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے۔''

۷:...... کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

۸:...... کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

۹:...... جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں، ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

۱۰:...... جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''لا اکرمهم اذا اهانهم الله و لا اعزهم اذا اذلهم الله و لا ادنيهم اذا اقصاهم الله تعالىٰ.''

(اقتضاء الصراط مستقیم)

ترجمہ: ''فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا، ان لوگوں کی ہرگز عزت نہ کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا، جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا۔'' (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''مسلمان اور کافر'' مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ص ۴۲۹، ۴۳۱ ملخص احتساب قادیانیت ج ۲)

سوال نمبر 4: خصوصیات اوصاف نبوت کیا کیا ہیں؟ مرزا قادیانی کی زندگی اور اوصاف نبوت میں تضاد کو واضح کریں؟ نیز ان اوصاف کا مرزا قادیانی کی زندگی سے موازنہ کریں اور ثابت کریں کہ مرزا قادیانی میں ان اوصاف میں سے کسی بھی وصف کی کوئی ادنیٰ جھلک پائی جاتی تھی؟

جواب: حضرات انبیاءؑ کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بہت سی خصوصیات و اوصاف سے نوازتے ہیں جن میں سے چند ایک کو ذکر کر کے ہم موازنہ پیش کرتے ہیں:

۱:...... نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل العقل ہو بلکہ اکمل العقل ہو تاکہ وحیٔ الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے، وہ عقل و فہم میں اس درجہ بلند ہو کہ اس زمانہ میں کوئی اس کی نظیر نہ ہو، ناممکن ہے کہ کسی امتی کی عقل کسی نبی کے عقل سے بڑھ کر ہو، عقل اور دانائی میں نبی اتنا برتر و بالاتر ہوتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے عاقل کی عقل اس کے ہم پلہ اور پاسنگ نہیں ہو سکتی جبکہ مرزا قادیانی ''دائیں اور بائیں'' جوتے کی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ (سیرت المہدی ج ۱ ص ۶۷ روایت ۸۳)

۲:...... نبوت کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اس کا حافظہ صحیح اور درست ہو، نہ صرف یہ بلکہ کامل الحفظ اور اکمل الحفظ ہو، جبکہ مرزا

قادیانی کا اقرار ہے کہ ''مجھے مراق ہے۔'' (ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

نیز یہ کہ اس نے اپنے ایک مرید کو خط لکھا کہ: ''میرا حافظہ بہت خراب ہے، اگر کئی دفعہ کسی سے ملاقات ہو تو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ حافظہ کی یہ ابتری (یعنی بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔'' (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۳۱)

۳:...... نبوت کا تیسرا وصف یہ ہے کہ نبی ایسا کامل اور اکمل العلم ہو کہ امت کے حیطۂ ادراک سے بالا اور برتر ہو، مرزا کے علم کا یہ عالم تھا کہ ''وہ ماہ صفر کو اسلام کا چوتھا مہینہ قرار دیتا ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۴۲ روحانی خزائن ص ۲۱۸ ج ۱۵)

۴:...... نبوت کا چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ عصمت کاملہ و مستقرہ رکھتا ہو، مرزا قادیانی کے متعلق خود اس کے مریدوں کا اقرار ہے کہ ''وہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتا تھا۔'' (خطبہ مرزا محمود صاحب مندرجہ اخبار الفضل ۳۱/ اگست ۱۹۳۸ء)

مرزا قادیانی ''غیر محرم عورتوں سے پاؤں دبوایا کرتا تھا۔'' (سیرت المہدی ص ۲۱۰ ج ۳ روایت ۷۸۰)

۵:...... نبوت کا پانچواں وصف یہ ہے کہ نبی صادق اور امین ہو، جبکہ مرزا قادیانی پرلے درجے کا کذاب اور بددیانت تھا۔ اس نے پچاس کتابیں لکھنے کا وعدہ کیا، پچاس کی رقم لی، پانچ کتابیں لکھ کر اعلان کر دیا کہ: ''پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہوا' اس لئے کہ پچاس میں اور پانچ میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷ روحانی خزائن ص ۹ ج ۲۱)۔ چنانچہ مرزا نے جھوٹ بولا اور بددیانتی سے لوگوں کا مال کھایا۔

مرزا قادیانی کی دروغ گوئی کا نمونہ: یہ بات ذہن میں رہے کہ ''راست بازی'' نبی کے لئے وصفِ لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے جو قریش مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچ بولنے (صدق و امانت) کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ما جربنا علیہ الا صدقاً۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فانہم لا یکذبونک و لکن الظلمین بایات اللہ یجحدون'' مگر مرزا قادیانی کا یہ حال ہے کہ متعدد جگہ وہ اپنے بارے میں وحی نقل کرتے ہیں کہ: ''و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ '' (اربعین نمبر ۲ ص ۳۹ اربعین نمبر ۳ ص ۴۳)' اس کے باوجود وہ عرب کے نامور دروغ گو ابوالحسین کذاب کو مات دے جاتے ہیں۔ ان کی کذب بیانی اور دروغ گوئی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

۱:...... ''ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا' وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی

سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔" (اربعین نمبر۳ ص ۲۰'۲۱) بتایئے یہ پیش گوئیاں قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ اور حدیث کی کون سی کتاب میں ہیں؟ مرزا قادیانی نے تین سطروں میں پانچ جھوٹ بول دیئے۔

۲:...... یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔"

(کشتی نوح ص ۹)

۳:...... "وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ:"هذا خليفة الله المهدى "اب سوچو کہ یہ حدیث کس مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو "اصح كتب بعد كتاب الله" ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۴۱)

بخاری شریف کا جو نسخہ ہند و پاک میں رائج ہے وہ ۱۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ کوئی ہمیں بتائے کہ بخاری شریف کے کون سے صفحہ پر اور کس عنوان کے تحت یہ حدیث درج ہے؟

۴:...... "صحیح بخاری یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔"

(کشتی نوح ص ۸۷)

جی کون سا صفحہ؟ کون سا باب؟

۵:...... "میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت (یعنی مسیح موعود کی آمد کے وقت) آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔" (دافع البلاص ۳۴)

توریت اور انجیل تو دور کی بات ہے، قرآن پاک مسلمانوں کے گھر گھر میں موجود ہے۔ چلئے اس میں کوئی دکھادے کہ یہ خبر کس جگہ موجود ہے؟

۶:...... نبوت کا چھٹا وصف یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اس کا وارث نہ ہو۔ حدیث متواتر سے ثابت ہے:

"لا نورث ماتركنا فهو صدقة" (بخاری ج۱ ص ۵۲۶)

نوٹ:...... حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو گیارہ بار اپنی جگہ صحیح میں ذکر فرمایا ہے مزید تفصیلی حوالہ جات کی فہرست

کے لئے موسوعہ اطراف الحدیث ج ۷ ص ۲۹۱ دیکھئے بیسیوں حدیث کی کتب میں یہ روایت موجود ہے۔
بدایہ والنہایہ کی ج ۴ ص ۲۰۲ پر **نحن معشر الانبیاء لانورث ماترکناہ فھو صدقۃ** ہے جبکہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنے رسالہ شرائط نبوت ص ۱۴ پر **نحن معشر الانبیاء لا نرث ولانورث ماترکنا فھو صدقۃ** روایت نقل کر کے اسے متواترات میں شمار کیا ہے جبکہ مرزا قادیانی نہ صرف اپنے آباؤ اجداد کی جائیداد کے حصول کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمے لڑتا رہا، اور مرزا کی اولاد اس کی جائیدا کی وارث بھی ہوئی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رئیس قادیان)

۷:...... نبوت کی ایک شرط زہد ہے، یعنی دنیا کی شہوات ولذات سے بے تعلقی، نبوت کا مقصد بندوں کو خدا تک پہنچانا ہے، ظاہر ہے کہ جو خود لذات پرست ہو وہ دنیا کو خدا پرست کیسے بنا سکتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی ''کنجریوں کے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنے کے لئے مستعد نظر آتا ہے۔'' (سیرت المہدی ص ۲۶۱ ج ۱ روایت ۲۷۲) اور اس نے اسے استعمال میں لانے کے لئے دلیل بھی گھڑ لی۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۶۰۷' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اسی طرح مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کے نام پر مردہ فروشی کی تجارت کو فروغ دیا جو آج بھی قادیانی جماعت کی عقل وخرد پر ماتم کر رہی ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کھاؤ پیو تھا' چنانچہ اس کی خوراک کیا تھی؟ اس پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو ''سالم مرغ کا کباب، گوشت مونگرے، گوشت کی بھنی ہوئی بوٹیاں، سوپ، میٹھے چاول'' اور پتہ نہیں کیا کیا کھاتا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۸۲، ۱۸۳) جبکہ مرزا قادیانی کا ایک الہامی نسخہ زدجام عشق ہے جس میں ''زعفران، مشک اور افیون بھی پڑتا تھا۔'' (سیرت المہدی ص ۵۱ ج ۳ روایت ۵۶۹)۔ مرزا قادیانی ''شراب اپنے مریدوں سے منگوایا کرتا تھا'' ملاحظہ ہو ''خطوط امام بنام غلام'' (ص ۵ کالم ۱)۔ مرزا ''مشک اور عنبر استعمال کیا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷ روایت ۴۴۴)

۸:...... نبوت کا ایک وصف یہ ہے کہ نبی حسب ونسب کے اعتبار سے اعلیٰ و برتر ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی مغل بچہ تھا، اور اس کا خاندان انگریز کا ٹوڈی خاندان تھا، جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (انگریز) کا پکا خیر خواہ ہے، میرا والد مرزا غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب نے رئیسان پنجاب میں کیا ہے، اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے

بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی، یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔" (کتاب البریہ ص۴ روحانی خزائن ص۴ ج ۱۳)

۹:...... نبی مرد ہوتا ہے، جیسا کہ نص قرآنی ہے: **"وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم"**

جبکہ مرزا قادیانی کو 'مریم ہونے کا اور حاملہ ہونے کا دعویٰ بھی تھا۔ (کشتی نوح ص ۴۷ روحانی خزائن ج ۵۰ ج ۱۹)

۱۰:...... نبی خلق عظیم کا مظہر اتم ہوتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی ماں بہن کی گالیوں سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے:

الف:......"جو شخص میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار اسلام ص۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹)

ب:......"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔"

(نجم الہدیٰ ص۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

نیز یہ کہ الف سے یا تک کوئی ایسی گالی نہیں جو مرزا قادیانی نے نہ بکی ہو، لکھنؤ کی بھٹیارن سے بھی زیادہ بدزبان اور بداخلاق تھا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مغلظات مرزا مؤلفہ مولانا نور محمد خانؒ)

سوال نمبر 5: جن الفاظ کی بناء پر مرزا کی تکفیر کی گئی ہے، اس طرح کے الفاظ بعض اولیاؒ سے بھی منقول ہیں اگر مرزا نے ایسے الفاظ لکھ دیئے تو صرف اسی پر فتویٰ کفر کیوں؟ الغرض قادیانی بعض اولیاؒ کی جن عبارتوں سے اپنے مؤقف کو ثابت کرتے ہیں، ان کا شافی جواب تحریر کریں؟

جواب: سب سے پہلی گزارش تو یہ ہے کہ دین کا اصل سرچشمہ کتاب وسنت اور اجماع امت ہے۔ مرزائیوں نے بہت سے مسائل میں ان کو ٹھکرادیا ہے۔ اب مبہم اور مجمل اقوال سے استدلال کر کے عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ نیز واضح ہو کہ:

ا:...... اس ضمن میں مرزائی جو عبارات پیش کرتے ہیں، وہ عموماً دو قسم کی ہیں: ایک خواب اور دوسرے شطحیات۔

یاد رہے کہ آج تک جس جس شخص نے جو بات خلاف شرع کہی ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو جان بوجھ کر اس نے خلاف شرع کہا اگر ایسے ہے تو کہنے والا کافر ہے۔ چاہے کوئی بھی ہو اگر حالت سکر میں کہا ہو تو وہ معذور ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق قادیانی بتائیں کہ وہ کافر تھا یا معذور؟ ان دونوں حالتوں میں وہ نبوت کے قابل نہیں۔

۲:...... بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں، بالخصوص عقائد کے باب میں تو صفر کے برابر بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کے خوابوں کے جواب میں بزرگوں کے خواب پیش کردینا دیانت کے خلاف ہے، اس لئے کہ مرزا نبوت کا مدعی تھا اور انبیاءؑ کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں، جبکہ بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں۔

۳:...... اگر کسی شخص نے حالت سکر میں کوئی بات کہی، جب بعد میں اسے بتایا گیا کہ آپ نے فلاں بات خلاف شرع کہی تو اس نے جواب میں کہا کہ تم نے اس وقت مجھے قتل کیوں نہ کردیا، دیکھو پھر اگر میں کوئی بات خلاف شرع کہوں تو مجھے قتل کردیا جائے۔ بخلاف مرزا کے کہ یہ تو ان خلاف شرع باتوں کو کتابوں میں شائع کرتا ہے اور بڑی آب وتاب سے ان کی اشاعت کرتا ہے اور ان پر فخر ومباہات کرتا ہے۔

۴:...... اکثر وبیشتر قادیانی ان عبارتوں کو پیش کرتے ہیں کہ فلاں نے لکھا ہے کہ فلاں بزرگ نے یہ خواب دیکھا، جس بزرگ کا نام لیا جارہا ہے وہ کتاب ان کی اپنی کتاب نہیں، اور کسی دوسرے کے لکھنے کی ان بزرگوں پر ذمہ داری کیسے؟ جبکہ مرزا کی تمام کفریات اس کی اپنی کتب میں پائی جاتی ہیں۔

۵:...... مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے: ''اقوال سلف وخلف درحقیقت کوئی مستقل حجت نہیں۔''

(ازالہ اوہام دوم ص ۲۶۹ خزائن ص ۳۸۹ ج ۳)

۶:...... تصوف میں شطحیات وغیرہ کے متعلق یاد رکھیں کہ ہر علم وفن کا موضوع اور اس کے ماہرین علیحدہ ہوتے ہیں۔ تفسیر حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ اور اس کی اصطلاحات علیحدہ ہیں۔ ان علوم میں سب سے دقیق اور پیچیدہ تعبیرات تصوف کی ہیں' کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کی بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات وکیفیات سے ہے جو صوفیاء پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوئیں اور معروف الفاظ کے ذریعہ ان کی تعبیر دشوار ہوتی ہے۔ عقائد وعملی احکام' علم تصوف کا موضوع نہیں، اس لئے بعض صوفیاء کی کوئی بات از قسم شطحیات عقائد واعمال میں کوئی حجت نہیں۔ الحمدللہ! محقق صوفیاء کرام جیسے ہمارے حضرات اکابر ہیں ان کا کلام اس قسم کے امور سے خالی ہوتا ہے۔ تاہم اس موضوع پر مولانا لال حسین اختر کا رسالہ ''ختم نبوت اور بزرگانِ امت'' مندرجہ ''احتساب قادیانیت'' جلد اوّل' ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 6: نبی جب کوئی پیش گوئی کرتے ہیں تو اللہ پاک اس کو ضرور پورا فرماتے ہیں، مگر مرزا کی ایک پیش گوئی بھی

پوری نہ ہوئی۔کم از کم تین مثالیں دیں؟

جواب: مرزا کی زبانی پیش گوئیوں کی نسبت معیار صداقت ہونا ملاحظہ ہو

''اگر ثابت ہو جائے کہ میری سو پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔''

(حاشیہ اربعین نمبر۴ص ۳۰)

''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص ۹)

پہلی پیش گوئی: مرزا کی موت سے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی، اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل ورسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔مرزا قادیانی کی پیش گوئی ملاحظہ فرمائیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۱۹ روایت نمبر ۶۷۲)

اسی طرح سیرۃ المہدی اول ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیش گوئی: زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی:

پیر منظور محمد، مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا نے ایک پیش گوئی کردی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔'' (حقیقۃ الوحی حاشیہ درروحانی خزائن ص ۱۰۳ ج ۲۲)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی، تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل

سے لڑکا پیدا ہوگا، آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے، لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مرگئی، اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا، اور نہ وہ زلزلہ آیا، اور مرزا ذلیل ورسوا ہوا۔

تیسری پیش گوئی: ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا:

امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی (TRAIN) چل جائے گی۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں: ''یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہوجائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہوکر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی، اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہوجائے گا، تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہوجائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہورہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہوجائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۳ روحانی خزائن ص ۱۹۵ ج ۱۷)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (TRAIN) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت ورسوائی کا باعث ہوئی یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہئے تھی۔ ۹۲ سال اوپر گزر گئے ہیں مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہوگئی۔

چوتھی پیش گوئی: غلام حلیم کی بشارت:

مرزا قادیانی نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود، عمر پانے والا، کأن اللہ نزل من السماء (گویا خدا آسمان سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مرگیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا قادیانی پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کئے تاکہ مریدوں کے جلے بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام سنایا: "انا نبشرک بغلام حلیم۔"

(البشریٰ ص ۱۳۴ ج ۲)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا: ''آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا: **انا نبشرک بغلام حلیم** ۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ **ینزل منزل المبارک** ۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔''

(البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

چند دن کے بعد پھر الہام سنایا: ''**ساهب لک غلاماً زکیا. رب هب لی ذریة طیبة. انّا نبشرک بغلام اسمه یحییٰ** ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔'' (البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمّٰی یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہ اور قائم مقام ہوتا تھا، کی پیش گوئی مرقوم ہے۔ اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا' اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتراء علی اللہ ثابت ہوگئے، جبکہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات کا شرف نصیب فرماتے ہیں' جن سے وہ مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں۔ معجزہ خرق عادت ہوتا ہے مگر جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت کام نہیں ہوتا تاکہ حق و باطل میں تلبیس نہ ہو۔ اس لئے بطور خرق عادت مرزا کی کوئی بات یا پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

سوال نمبر 7: محمدی بیگم کے نکاح کے بارے میں مرزا قادیانی کے متضاد دعوؤں کو واضح کریں؟ نیز واضح کریں کہ نبی کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا، جبکہ مرزا کا کلام تضادات کا مجموعہ ہے؟ کم از کم تین مثالیں دیں؟

جواب:

محمدی بیگم سے متعلق

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی، مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا جب کچھ دن کے بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دو خیریت اسی میں ہے، اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد

بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے، بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو، میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام درخزائن ج۵ص۵۷۲،۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا، مرزا نے خطوط لکھ کر اشتہار شائع کرواکر، اور پیش گوئیاں کرکے حتی کہ منت ساجت کے ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگادیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہوجائے لیکن محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے ہوگیا اور مرزا قادیانی کے مرتے دم تک بھی محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''خدا تعالٰی نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔''

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج ا ص ۶۱ مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۰۲ حاشیہ)

اس پیشگوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا: ''میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا، سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا، پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا، ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔'' (آئینہ کمالات اسلام درروحانی خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

اس بارے میں عربی الہام اس طرح ہے:

"کذبوا بایتنا و کانوا بھا یستھزئون فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک لاتبدیل لکلمت اللہ ان ربک فعال لما یرید، انت معی وانا معک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔"

(آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۲۸۶، ۲۸۷)

علاوہ ازیں انجام آتھم ص ۳۱ اور تذکرہ میں متعدد جگہ یہ پیش گوئی مختلف الفاظ میں مذکور ہے اور اللہ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہیں ہوا، محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال میں تو کیا مرتا مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی اور خود محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور ۱۹/ نومبر ۱۹۶۶ء کو لاہور میں بحالت اسلام اس کی موت واقع ہوئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پیشنگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کے ذلیل ورسوا اور خائب وخاسر ہونے کا بہترین انتظام فرمادیا۔ آج کوئی بھی صاحب عقل محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھ کر مرزا کے جھوٹے اور اوباش ہونے کا آسانی یقین کرسکتا ہے۔ **فالحمدللہ علی ذلک**

مرزا قادیانی کے مریدوں کا موقف: جب مرزا ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں بمرض ہیضہ آنجہانی ہوگیا اور محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا، تو قادیانیوں نے جواب گھڑا کہ نکاح جنت میں ہوگا۔ اس پر کہا گیا کہ محمدی بیگم مرزا پر ایمان نہ لائی تھی، تو مرزا کا کہنا تھا کہ میرے منکر جہنم میں جائیں گے، تو کیا مرزا جہنم میں براُت لے کر جائے گا، تو اس پر مرزائیوں نے جواب تیار کیا کہ یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے، غالبًا قادیانیوں کو یہی معلوم نہیں کہ پیش گوئی رب کا وہ وعدہ ہوتا ہے' جس کا نبی تحدّی سے اعلان کرتا ہے، جو ضرور پورا ہوتا ہے مگر (معاذاللہ) مرزا کا خدا بھی مرزا سے جھوٹے وعدے کرتا تھا۔

تضادات مرزا: ایک سچا نبی جو کچھ کہتا ہے وہ وحی الٰہی کے تحت کہتا ہے' اس لئے اس کا کلام تضاد بیانی کے عیب سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ تضاد بیانی خود اس بات کی دلیل ہے کہ کہنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ منجانب اللہ نہیں ہے بلکہ اس کے اپنے ذہن کی اختراع اور من گھڑت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: **"لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔"** اس اصول کے تحت جب ہم مرزا قادیانی کے کلام کو پرکھتے ہیں تو وہ مضحکہ خیز تضادات سے پُرنظر آتا

ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱:...... ''مرزا قادیانی سے سوال ہوا کہ آپ نے فتح اسلام میں دعوائے نبوت کیا ہے جواب دیا کہ نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اول ۴۲۱، ۴۲۲ روحانی خزائن ص ۳۲۰ ج ۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ:

''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے، اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، روحانی خزائن ص ۲۰۹ ج ۱۸)

۲:...... ''ختم المرسلین کے بعد میں کسی دوسرے مدعی رسالت ونبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰ ج ۱)

اس کے برخلاف ملفوظات میں کہتا ہے: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (ملفوظات ص ۱۲۷ ج ۱۰)

۳:...... ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا، لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہوگیا۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷۲ روحانی خزائن ص ۳۵۳ ج ۳)

اس کے برخلاف ست بچن میں کہتا ہے: ''اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔'' (ست بچن حاشیہ ۱۶۴ روحانی خزائن ص ۳۰۷ ج ۱۰)

۴:...... ''میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا، بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۹ روحانی خزائن ص ۱۹۷ ج ۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ:

''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔'' (تحفۃ الندوہ ص ۵ روحانی خزائن ص ۹۸، ج ۱۹)

۵:...... ''اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے، جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵۷ روحانی خزائن ص ۴۸۱ ج ۱۵)

اس کے برخلاف ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ: ''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز نمبر ۶ ص ۲۵۷ جلد اول مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸، روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲، دافع البلاء ص ۱۳ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

تضاد بیانی کی ایک اور واضح مثال سنئے' مرزا قادیانی اپنی تمام تر توانائیاں اس پر صرف کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام کو فوت شدہ ثابت کریں۔ اب نہ تو کتاب وسنت کی کوئی نص ان کے پاس موجود ہے' نہ کوئی قابل وثوق تاریخی' جغرافیائی حوالہ' وہ ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں' کبھی انہیں کشمیر پہنچا کر وہاں ان کا فوت ہونا اور قبر میں مدفون ہونا بتاتے ہیں' چنانچہ ''ستارۂ قیصریہ'' میں لکھتے ہیں:

''دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے ...... آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔'' (ستارۂ قیصریہ ص ۱۲' ۱۳)

''اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔'' (اتمام الحجۃ ص ۱۹)

پھر اپنی تائید میں مولوی محمد سعید طرابلسی کا ایک عربی خط نقل کیا ہے جس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے کیا ہے' اس میں لکھتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس میں موجود ہے۔'' (اتمام الحجۃ ص ۲۲)

مرزا جی کی یہ تضاد بیانی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں منجانب اللہ نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 8: مرزائی ارشاد الٰہی: ''**لو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين** '' کو کس ضمن میں پیش کرتے ہیں؟ اس کا اصولی طور پر رد کریں؟ نیز مرزائی ''**هل شققت قلبه** '' کو کس ذیل میں پیش کرتے ہیں؟ اسی طرح حضرت ابو محذورہؓ سے اذان کہلانے کا کیا مطلب بیان کرتے ہیں؟ موقف واضح طور پر بیان کر کے اس کا شافی رد تحریر کریں؟

جواب: قادیانی کہتے ہیں کہ: ''**لو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين .** '' (**سورہ الحاقه: ۴۴۔ ۴۶**) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''اگر محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر کوئی جھوٹا افترا باندھتے تو میں ان کی شہ رگ کو کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔''

اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کیا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے، اور یہ بات آپ کی اس زندگی سے متعلق ہے۔

جواب ا:...... اس آیت کا سیاق وسباق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے، بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بات کہی جارہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ: ''اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا۔'' چنانچہ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو: ''میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تجھ سا...... ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا (مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنی امتوں سے) کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا، لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا، یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔'' (انجیل مقدس عہد نامہ قدیم ص ۱۸۴ کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۱)

جواب ۲:...... بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کرلیا جائے تو یہ قانون سچے نبیوں کے متعلق ہوگا نہ کہ جھوٹے نبیوں کے متعلق، کیونکہ جھوٹے نبیوں کو مہلت ملنے سے یہ قانون مانع نہیں۔ فرعون ونمرود، بہاء اللہ ایرانی وغیرہ کو خدائی اور نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود کافی مہلت ملی۔

جواب ۳:...... مرزا قادیانی اپنی اس دلیل کی روشنی میں خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۱ء میں کیا۔ اس کا دعویٰ نبوت اگرچہ محل نزاع ہے کیونکہ اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں، لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا، گو اس کے خیال میں اس کا اپنا دعویٰ نبوت ہر شک سے بالا ہے۔ اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی تسلیم کرتا ہے، اور نبی تسلیم کرنے والے گروپ کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوگئی تھی، لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا قادیانی ۲۳ سال پورے کرنے سے پہلے ہی ہیضہ کی موت سے مر کر اپنی اس دلیل کو جھوٹا کر گیا۔

ھلا شققت قلبه کا جواب: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت اسامہؓ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ جنگ میں فلاں کافر سے میرا سامنا ہوا، جب وہ میری تلوار کی زد میں آیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا، اس کے باوجود میں نے اس کو قتل کر دیا،

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں تیرے اس فعل سے بری ہوں'' انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو قتل سے بچنے کے لئے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ھلا شققت قلبه (کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا)۔''

قادیانی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے تو اس کے کلمہ کا اعتبار کیا جائے، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا شخص جس کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہوں، اگر اس کی کوئی ایسی بات ملتی ہو جو کفر کی طرف مشعر ہو تو اس کے معاملہ تکفیر میں احتیاط برتی جائے گی چنانچہ اگر کوئی خفیف سے خفیف ایسا احتمال نکلتا ہو جس کی وجہ سے وہ کفر سے بچ سکتا ہو تو اس احتمال کو اختیار کرتے ہوئے اسے کافر نہ کہا جائے گا، لیکن قادیانیوں کا اس روایت سے استدلال پکڑنا غلط ہے، اس لئے کہ ان کے کفریہ عقائد سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات مختلفہ والفاظ واضحہ موجود ہیں، پھر یہ شخص خود کفریہ معنی مراد لیتا ہے، اس کے اپنے کلام میں کفر کی تصریحات موجود ہیں، اس لئے باجماع فقہاً امت اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جائے گا۔

حضرت ابومحذورہؓ کی اذان کا جواب: حضرت ابومحذورہؓ ابھی نوعمر تھے اور انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا، یہ کھیل رہے تھے کہ حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی تو انہوں نے بھی نقل اتارنی شروع کردی، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور ان سے اذان کے کلمات کہلوائے، اشهد ان محمد رسول الله پر جب وہ پہنچے تو چونکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کی تو انہوں نے یہ کلمات بھی کہہ دیئے' ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا' ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی' جس کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ وریشہ میں سرایت کرگئی اور وہ صدق دل سے مسلمان ہوگئے' قادیانی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ابومحذورہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیر مسلم ہونے کی حالت میں اذان کہی، چلو ہم قادیانی غیر مسلم ہی سہی، مگر ہمیں اذان دینے کی تو اجازت دی جائے۔

جواب:...... اذان مسلمانوں کا شعار ہے، غیر مسلم کو اس مسلمانوں کے شعار کے اختیار کرنے کی قطعاً اجازت نہیں، غیر مسلم بھی اگر اسلامی شعائر کو استعمال کریں تو پھر اسلام بازیچۂ اطفال بن جائے گا، اسلام کی تاریخ میں کبھی نماز کے بلانے کے لئے ایک بار بھی کسی غیر مسلم نے اذان نہیں کہی، جس دن حضرت ابومحذورہؓ نے حضرت بلالؓ کی نقل اتاری تھی اس دن بھی نماز کے لئے اذان حضرت بلالؓ نے دی تھی تبھی تو وہ ان کی نقل اتار رہے تھے۔

سوال نمبر 9: ثابت کریں کہ مرزا قادیانی بداخلاق، بدزبان اور بدکردار انسان تھا، اپنے مخالفین کو گالیاں دیتا تھا، انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتا تھا۔ کم از کم بیس سطروں پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر واقع بستی قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور (انڈیا) میں ہوئی۔ انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور جہاد کو حرام قرار دلوانے کیلئے اپنی اغراض مذمومہ اور خواہشات فاسدہ کیلئے اسے پروان چڑھایا' یہ اتنا بداخلاق شخص تھا کہ معمولی معمولی باتوں پر بدزبانی پر اتر آتا تھا۔ اپنے مخالفین کو ولدالحرام، کنجری کی اولاد، کافر، جہنمی کہنا اس کا صبح شام کا مشغلہ تھا جیسا کہ اس نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے' ملاحظہ فرمائیے:

الف:...... ''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹)

ب:...... ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''
(نزول المسیح حاشیہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۸)

ج:...... ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ روحانی خزائن ص ۵۴۷، ۵۴۸ ج ۵)

د:...... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''
(نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

ہ:...... ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔''
(تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم)

و:...... ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔'' (تذکرہ ص ۶۰۰ طبع دوم)

اس کی بدزبانی صرف عامۃ المسلمین تک کو شامل نہیں' بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بھی بدزبانی کیا کرتا تھا جیسا کہ

ملاحظہ ہو:

ز:...... ’’میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵‘ خزائن ص ۵۷۳ ج ۲۲)

ح:...... ’’خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷‘ خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲)

ط:...... ’’پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔‘‘ (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۹ خزائن ص ۹۹ ج ۲۱)

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو اس کی بدزبانی اور بدکلامی نے دنیا بھر کے بدزبانوں کا ریکارڈ توڑ دیا‘ ملاحظہ ہو:

ی:...... ’’آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘ (حاشیہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ص ۲۸۹ ج ۱۱)

ک:...... ’’نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے‘ یہودیوں کی کتاب ’’طالمود‘‘ سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔‘‘

(حاشیہ انجام آتھم ص ۶ خزائن ص ۲۹۰ ج ۱۱)

ل:...... ’’آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷‘ خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)

م:...... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے' اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳ خزائن ص ۷۱ ج ۱۹)

ن:...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔'' (دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸)

س:...... '' ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے ''

(دافع البلاء ص ۲۰' خزائن ص ۲۴۰ ج ۱۸)

دیکھئے یہ بدزبانی وہ شخص کر رہا ہے جو خود شراب کا رسیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے ''خطوط امام بنام غلام'' ص ۵) اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں دبواتا تھا۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰)

دوائیوں میں افیون کھاتا تھا' جیسا کہ خود اس کے اپنے نام نہاد الہامی نسخہ زد جام عشق (قوت باہ) کے نسخہ کے اجزاء میں افیون بھی شامل ہے۔

(تذکرہ ص ۷۶۱ طبع سوم) اسی طرح وہ خواب میں بھی ننگی عورتوں کے نظارے کرتا تھا۔ (تذکرہ ص ۱۹۹ طبع سوم)

اسی لئے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے لاہوری گروپ نے جو اسے بجائے نبی کے ولی اللہ مانتے ہیں' اس پر زنا کا الزام لگایا۔ (ملاحظہ ہو الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۰۰ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

ایسے اخلاق و کردار کا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں' محمد رسول اللہ ہوں' اس سے بڑھ کر کوئی اور ظلم ہو سکتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں۔ امت میں سے سب سے زیادہ مرزا قادیانی کے کفر کو اگر کسی نے سمجھا ہے تو وہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ تھے' انہوں نے فرمایا تھا کہ مرزا قادیانی فرعون اور ہامان سے بھی بڑا کافر تھا۔ اس فتنہ سے بچنا اور پوری امت کو اس سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔

برحمتک یا ارحم الراحمین والحمدللہ اولاً و آخرا۔